www.KitaboSunnat.com

❹ علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ کا ارشاد ہے:

”قول من قال: إن القرآن نزل بلغة قريش معناه عندي ”في الأغلب“ -والله أعلم- لأن غير لغة قريش موجودة في صحيح القراءات من تحقيق الهمزات ونحوها وقريش لا تهمز.“

[تفسیر القرطبی:۱/۳۳]

”جس قائل نے یہ کہا ہے کہ ”قرآن لغت قریش میں نازل ہوا ہے“ میرے نزدیک اس کا مقصد یہ ہے کہ ”اکثر و بیشتر ایسا ہی ہے“ واللہ اعلم۔ وجہ یہ ہے کہ قراءات صحیحہ میں غیر لغت قریش بھی موجود ہے مثلاً ہمزات وغیرہ کی تحقیق (بلغة تمیم) باوجودیکہ قریش تحقیق نہیں کرتے (بلکہ ابدال کرتے ہیں)“ [حیات ترمذی:۶۷۸]

تیسرا اعتراض

اس قول پر تیسرا اعتراض جو اکثر کیا جاتا ہے اور عموماً اسی کی بنیاد پر اس قول کو مرجوح بھی قرار دیا جاتا ہے، وہ یہ ہے کہ بخاری شریف اور دیگر کتب حدیث میں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور ہے وہ اس بات کا اِنکار کرتا ہے کہ سبعہ اَحرف سے مراد سبعہ لغات ہیں، کیونکہ اس قول سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ قبائل عرب کو سبعہ اَحرف کے ذریعہ جو آسانی دی گئی وہ یہ ہے کہ ہر ایک شخص اپنی اپنی لغت میں تلاوت کرے تاکہ اُسے قرآن پڑھنے میں مشکل نہ ہو، جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ دونوں قریشی ہیں۔ ان کا اختلاف اس قول کے موافق اس بات کا متقاضی ہے کہ حضرت ہشام رضی اللہ عنہ کسی دوسری لغت پر تلاوت کررہے ہیں یا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری لغت کے مطابق قرآن سکھلایا تھا۔

اس کا ایک جواب یہ بھی دیا جاتا ہے کہ ممکن ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ یا ہشام رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوں اور آپ کسی کو دوسری لغت کے مطابق قرآن پڑھا رہے ہوں۔ انہوں نے سن کر یاد کرلیا ہو اور اسی کے مطابق پڑھنا شروع کردیا ہو، یہ جواب اس لیے اطمینان بخش نہیں ہے کہ خود الفاظ حدیث اس کا اِنکار کررہے ہیں کیونکہ ہشام اس بات کے مدعی تھے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے پڑھایا ہے جبکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا کہنا تھا مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے نہیں پڑھایا یعنی صرف یہ سماعت کی بنیاد پر تلاوت نہیں ہورہی تھی بلکہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں پڑھایا تھا۔

اس کا ہماری نظر میں صحیح اور قرین قیاس جواب یہ ہے کہ نہ تو حضرت ہشام رضی اللہ عنہ لغت قریش کے خلاف پڑھ رہے تھے اور نہ ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لغت قریش کے علاوہ کسی دوسری لغت پر قرآن کریم سیکھا تھا بلکہ دونوں ہی لغت قریش پر تلاوت کرتے تھے، اور مذکورہ مسئلہ جس کی وجہ سے ان کے مابین نزاع ہوا ہے یہ اِختیارات کا مسئلہ تھا نہ کہ لغات کا۔ وہ اس طرح سے کہ اللہ رب العزت نے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس بات کی اجازت دی تھی کہ کوئی بھی شخص اپنی پسند اور اختیار کے مطابق قراءت کرسکتا ہے، یعنی ترتیب (Set) اپنی مرضی سے بنائی جاسکتی ہے۔ جس کو اس مثال سے زیادہ سمجھنا آسان ہے کہ سیدنا اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ وغیرہم یہ جمیع انصاری صحابہ ہیں، لیکن تمام کے قرآن پڑھنے کے انداز مختلف تھے جو حرف ابی رضی اللہ عنہ، حرف ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حرف زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اور حرف ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے نام سے معروف ہیں اور ان کی قراءت میں خاصا اختلاف تھا جیسا کہ کتب میں موجود ہے۔ اور بعینہٖ یہی مسئلہ سیدنا ہشام بن حکیم رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے مابین اختلاف کا تھا یعنی لغت کا اختلاف نہیں بلکہ اختیارات کا اختلاف تھا۔ اس کو یوں بھی سمجھا جاسکتا ہے کہ حروف تو صرف سات اترے تھے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور آج جو صحیح اور متواتر روایات اور طرق ہیں، جس کے مطابق قرآن پڑھنا درست ہے، ان کی تعداد اُسّی[8] ہے تو یہ سب بھی اختیارات کی بنیاد پر ہوا ہے۔

راجح مؤقف

ہمارے فہم میں راجح مؤقف امام ابوعبید رحمہ اللہ وغیرہم کا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک تو اَحرف کی تشریح کسی ریاضیاتی اور استقرائی قول کی بنیاد پر نہیں کرنی پڑتی جس کا صدور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اَحوال وظروف میں ممکن ہی نہ ہو اور ایک بے جا تکلف محسوس ہو، اور نہ ہی اس کی ایسی تشریح کی جا سکتی ہے کہ جس کی وجہ سے ہمیں ویسے ہی سبعہ اَحرف، جو اللہ رب العزت کا اُمت محمدیہ پر بہت بڑا اِحسان اور عنایت ہیں، سے ہی ہاتھ دھونا پڑیں، اور نعوذ باللہ صحابہ کے ذمہ ہم ایسی بات ڈالیں جو ان کے بارے میں سوچنا ہی مشکل ہے کہ اُنہوں نے سبعہ اَحرف کو ویسے ہی ختم کر دیا تھا۔ اور امام ابوعبید رحمہ اللہ وغیرہ کے قول کے موافق سبعہ اَحرف کا مفہوم بھی حل ہو جاتا ہے اور کسی غیر منطقی تاویل کا سہارا بھی نہیں لینا پڑتا۔ باقی رہا یہ مسئلہ کہ مذکورہ جمیع تشریحات، اَقوال اور اختلافات کا نفسِ قراءات پر بھی کوئی اثر پڑتا ہے تو یقیناً اس کا جواب نفی میں ہوگا کیونکہ مذکورہ جمیع علماء اور ان کے علاوہ اہل السنۃ والجماعۃ کے دیگر علماء اس بات پر متفق ہیں کہ موجودہ قراءاتِ عشرہ جو تواتر کے ساتھ ہماری طرف منقول ہیں، تمام کی تمام ثابت ہیں اور ان میں کسی قسم کا اختلاف نہیں ہے اور جو شخص ان کے اِنکار کا مرتکب ہوگا وہ اِنکار قرآن کا مرتکب ہے اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

شیخ الحدیث مُحمّد عبدہ الفلاحؒ

القراء ات والقراء

اُستاد الاساتذہ شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد عبدہ کا یہ مضمون مجلّہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن میں شائع ہوچکا ہے۔ لیکن مؤلف کی بلند پایہ شخصیت اور موضوع کی مناسبت سے قارئین رشد کیلئے خاص طور پر اس تحریر کو شامل اشاعت کیا جارہا ہے۔ یاد رہے کہ موصوف عملی طور پر متنوع قراء ات کے مکمل طور پر قائل تھے لیکن فکری طور پر سبعہ احرف کی متعدد تشریحات میں سے دیگر اہل علم کی طرح امام ابن جریر طبری کی رائے کی طرف رجحان رکھتے تھے۔ چنانچہ اس تحریر کے مطالعہ کے ضمن میں قارئین کو پچھلے دو شماروں میں سبعہ احرف کی تشریح وتعبیر کے حوالے سے مطبوع دیگر مضامین کا عموماً اور اس شمارہ میں موجود قاری فہداللہ رسولنگری کے مضمون 'سبعہ احرف ...... توضیحات وتنقیحات' کا خصوصاً جائزہ لے لینا چاہیے جن میں سبعہ احرف کے ضمن میں راجح رائے کا تعین اور امام ابن جریر کے مؤقف کی توضیح کی کوشش کی گئی ہے۔ [ادارہ]

علم القراء ات میں تالیف کی اِبتداء تو دوسری صدی ہجری کے نصف اوّل میں ہی شروع ہوگئی تھی۔ اس کے بعد یہ موضوع وسعت اختیار کرتا گیا اور اس علم پر ہزاروں کتابیں تالیف ہوتی گئیں۔

اس فن پر قدیم کتابوں میں 'اَفواج القراءُ' بہت اہم ہے جو أبوالحسن احمد بن جعفر ابن المناوی (م۳۳۶ھ) کی تالیف ہے۔ خطیب بغدادی رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں اس سے اقتباسات نقل کیے ہیں۔ اور فہرست ابن الندیم میں مذکور محمد بن الحسن بن زیاد النقاش (م۳۵۱ھ) کی کتاب 'المعجم الکبیر في أسماء القراء والقراء ات' (تراجم قراء اور قراءات کے حوالے سے) ایک معروف کتاب ہے۔ ابن الندیم لکھتے ہیں:

وقد سمع منه ابن مجاهد شيئا من الحديث [الفہرست:۵۶]

تراجم قراء پر لکھنے والوں میں سے امام عثمان بن سعید ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ (م۴۴۱ھ) امام ابوبکر احمد بن الفضل رحمہ اللہ (۴۶۰ھ) ہیں ان سے قبل خلف بن ہشام رحمہ اللہ (م۲۲۹ھ) نے 'کتاب القراء ات' مرتب کی تھی۔ علامہ سخاوی رحمہ اللہ نے 'الإعلان بالتوبيخ' میں اور ابن الندیم نے 'الفہرست' میں اس کا ذکر کیا ہے۔

[الاعلان:۵۶۴، الفہرست:۳۵]

ابوطاہر عبدالواحد بن عمر بن محمد بن ابی ہاشم البزار رحمہ اللہ (م۳۴۹ھ) البغدادی نے 'کتاب البیان' لکھی جو کہ مفقود ہوچکی ہے۔ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ (م۴۴۱ھ) اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ اور پھر ذہبی کے تلامذہ نے اس فن کو فروغ دیا۔ پھر ابن الجزری رحمہ اللہ نے ذہبی کی کتاب کو بنیاد بنا کر اس پر اضافے کیے ہیں اور 'طبقات القراء' کے نام سے

☆ شیخ الحدیث والتفسیر، اُستاذ الاساتذہ، محشّی اشرف الحواشی ومصنف کتب کثیرہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔
القراء ۃ کو حرف بھی کہا جاتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے:
"ان القرآن أنزل علی سبعة أحرف" [صحیح بخاری:۴۹۹۲]
حرف کے معنی جانب یا جانب کے ایک حصہ کے ہیں اور حروف تہجی چونکہ کلمہ کا جزو بنتے ہیں اس لیے ان کو حروف کہا جاتا ہے۔
مذکورہ حدیث میں حرف کے دو معنی ہو سکتے ہیں:
الف: قرآن سات لہجات مختلفہ پر نازل ہوا پس یہاں حرف بمعنی وجہ ہے اور لغت میں حرف بمعنی وجہ آتا ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں ہے:
﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّعْبُدُ اللّٰهَ عَلٰى حَرْفٍ﴾[الحج:۱۱]
یعنی بعض لوگ ایک وجہ پر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں یعنی جب تک ان کو خیر و نعمت حاصل ہوتی رہتی ہے تو عبادت کرتے رہتے ہیں اور جب کبھی سختی اور شدت سے دوچار ہوتے ہیں تو عبادت ترک کر دیتے ہیں اسی معنی کے اعتبار سے مختلف قراءات کو اَحرف کہا گیا ہے اور یہ موضوع تفصیل طلب ہے۔
ب: قراءات کو اَحرف کہنا توسع کے طور پر ہے جب کہ کل کا نام جز پر رکھ دیتے ہیں قراءات میں چونکہ کلمہ ایک حرف کے تبدیل ہونے سے مختلف ہو جاتا ہے اس لیے قراء ات کو احرف کہا گیا ہے جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ہشام رضی اللہ عنہ کے قصہ میں مذکور ہے۔
" یقرأ سورة الفرقان علی حروف لم یقرئنیها رسول الله "[صحیح بخاری:۲۴۱۹]
''کہ یہ سورۃ الفرقان ان حروف پر پڑھ رہا تھا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نہیں پڑھائے۔''
اِس تمہید کے بعد اَب ہم اصل موضوع کو شروع کرتے ہیں۔
قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تعلیم و تعلم کو سب سے اَفضل عمل گردانا ہے صحیح بخاری میں حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:
"خیرکم من تعلم القران و علمه" [صحیح بخاری فضائل القرآن مع الفتح:۱۰/۴۵]
''کہ تم میں بہتر وہ ہیں جو قرآن کی تعلیم و تعلم میں مشغول رہتے ہیں۔''
یہ حدیث سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے جو طبرانی نے اسناد جید کے ساتھ روایت کی ہے اور شعب الایمان بیہقی میں ہے۔
"أشراف أمتی حملة القرآن و أصحاب اللیل "
[فصل فی تنویر موضع القرآن، أشراف أمتی:۲۵۸۹]
''حفاظ قرآن اور رات کو قیام کرنے والے میری اُمت کے اشراف ہیں۔''
ابوعبدالرحمٰن السلمی جلیل القدر تابعی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے تلمذ اَرشد تھے انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی اس بیان کردہ حدیث کی وجہ سے ہی میں چالیس سال سے زیادہ عرصہ تک کوفہ کی جامع مسجد میں قرآن پڑھا رہا ہوں حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ نے سلمی سے ہی قرآن پڑھا تھا چنانچہ بخاری میں ہے:
"وأقرأ أبو عبد الرحمن فی امرة عثمان حتی کان الحجاج قال: وذاك الذی اقعدنی مقعدی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ھذا "   [النشر:۸ واخرجہ الترمذی مع تحفہ:۵۲/۴، ۵۳]
''اور سلمی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی امارت میں قرآن پڑھانا شروع کیا اور کوفہ میں حجاج کے زمانہ امارت تک پڑھاتے رہے اور انہوں نے کہا۔ اس حدیث کی وجہ سے ہی میں اس جگہ پر بیٹھا ہوں۔''

◉ حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

اگر اوّل خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے آخر ولایت حجاج کی مدت شمار کی جائے تو تین ماہ کم ۷۲/سال بنتی ہے اور آخر خلافت عثمان رضی اللہ عنہ سے اِبتداء ولایت حجاج کی مدت لی جائے تو ۳۸/سال بنتی ہے اور معلوم نہیں ہوسکتا کہ سلمی نے تدریس قرآن کس سنہ سے شروع کی اور کس سنہ تک پڑھاتے رہے۔ [جامع الترمذی:۵۳/۴]

اور ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے جس کو قرآن نے مجھ سے سوال کرنے سے مشغول کر دیا اس کو میں تمام سائلوں سے بہتر دیتا ہوں۔ [تحفۃ الاحوذی بحوالہ فتح الباری]

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے:

"أفضل العبادة قراء ة القرآن" [شعب الایمان]

''کہ قرآن کی تلاوت ہی بہترین عبادت ہے۔''

الغرض متعدد اَحادیث میں تلاوت قرآن کی فضیلت آئی ہے اور امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے فرمایا:

قرآن فہم کے ساتھ پڑھا جائے یا بلافہم دونوں صورتوں میں تلاوت سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوتا ہے۔

اور یہی سوال کسی نے حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے کیا کہ اگر تلاوت کے لیے نہیں بلکہ علمی طور پر تحقیق و مطالعہ کے لیے قرآن پڑھا جائے تو کیا اس کا ثواب ملتا ہے؟ تو شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سبق کے طور پر پڑھنا بھی اس میں شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں غور و فکر کا حکم دیا ہے اور یہ صرف قرآن کی فضیلت ہے کہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے یہی وجہ ہے کہ اس کی قراءت و حفظ کو سہل کر دیا گیا ہے قرآن کے سوا دنیا میں ایسی کوئی کتاب نہیں ہے جو کئی ملین لوگوں کو زبانی یاد ہو حتیٰ کہ پانچ سے دس سال کے مسلمان بچے بھی الحمد سے والناس تک روانی سے پڑھتے ہیں۔ صحیح مسلم کی قدسی حدیث میں ہے۔

"ومنزل عليك كتاباً لا يغسله الماء" [صحیح مسلم:۵۱۰۹]

''اور تجھ پر ایسی کتاب نازل کر رہا ہوں جسے پانی نہیں دھو سکے گا۔''

تو یہ حفظ ہی کی طرف اِشارہ ہے کیونکہ جو کتاب محض اَوراق میں ہو وہ تو پانی سے دھوئی جاسکتی ہے مگر جو صدور و قلوب میں محفوظ ہو اس کو پانی سے دھو ڈالنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قرآن کے حفظ میں غیر معمولی دلچسپی لی اور ایک ایک حرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کیا حتیٰ کہ حرکات و سکنات اور اثبات و حذف کو بھی محفوظ کر لیا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں قراء قرآن کی معتدبہ تعداد موجود تھی جیسا کہ آئندہ آرہا ہے مگر چار صحابہ کرام وہ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو اسی کام کے لیے وقف کر رکھا تھا۔ سیدنا عبد اللہ بن عمرو کی حدیث میں ہے۔

"خذوا القرآن من أربعة من عبد الله بن مسعود و سالم بن معقل (مولیٰ ابی حذیفة) و معاذ بن جبل و اُبی بن کعب" [صحیح بخاری مع الفتح:۴۲۲/۱۰]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’چار صحابہ سے قرآن حاصل کرو، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، سالم مولی ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اور اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ‘‘

تاہم وجوہِ قراءۃ متعدد صحابہ سے محفوظ ہیں۔ ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ نے اپنی کتاب القراء ات میں جن صحابہ کا ذکر کیا ہے ان میں بیس مہاجرین اور سات اَنصار بھی شامل ہیں۔

① حضرت ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ
② حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
③ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ
④ حضرت علی رضی اللہ عنہ
⑤ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ
⑥ حضرت سعد رضی اللہ عنہ
⑦ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ
⑧ حضرت سالم مولی ابی حذیفۃ رضی اللہ عنہ
⑨ حضرت حذیفۃ رضی اللہ عنہ
⑩ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ
⑪ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
⑫ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
⑬ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
⑭ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ
⑮ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ
⑯ حضرت عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ
⑰ حضرت عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ
⑱ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
⑲ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا
⑳ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا

اِن تمام کا تعلق مہاجرین سے ہے اَنصار میں سات قراء مشہور ہیں:

① حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ
② حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ
③ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ
④ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ
⑤ حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ
⑥ حضرت مجمع بن جاریہ رضی اللہ عنہ
⑦ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ منتخب ہوئے تو فتنہ اِرتداد اور پھر جنگ یمامہ میں سات سو کے قریب نامور صحابہ کرام شہید ہوگئے جن میں قراء قرآن بھی تھے تو اس صورت حال کے پیش نظر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید جمع کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پہلے تو تامل کیا مگر بالآخر صحابہ کرام کے مشورہ سے طے پایا کہ قرآن کو یکجا کردیا جائے کیونکہ صحابہ کے پاس مختلف صحف تھے۔ مگر یکجا کسی کے پاس نہ تھا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کمیٹی مقرر کردی اور سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو اس کمیٹی کا صدر بنا دیا گیا۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے محنت شاقہ کے بعد قرآن کا ایک نسخہ تیار کیا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سپرد کردیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد وہ نسخہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تحویل میں رہا اور پھر حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس اَمانت رہا۔

[صحیح بخاری باب جمع القرآن، فتح الباری: ۳۸۴/۱۰]

مصاحف عثمانی

۳۰ ہجری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں آرمینیہ اور آذربائیجان کے علاقہ فتح ہوئے۔ فاتحین میں عراقی اور شامی فوج جمع تھی۔ ان میں حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ لوگ قرآن

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں اختلاف کر رہے ہیں اور ایک دوسرے پر اپنی قراءۃ کو ترجیح دے رہے ہیں جس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ اہل کوفہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مصحف پر متفق تھے اور اہل بصرہ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے مصحف کو اختیار کیے ہوئے تھے اور اہل دمشق مقداد بن اسود کے مصحف پر مجتمع تھے اور اہل شام کے پاس ابی بن کعب کا مصحف تھا اور مذکورہ مصاحف ترتیب اور بعض حروف میں مختلف تھے۔ چنانچہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ یہ منظر دیکھ کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا:

" يا أمير المؤمنين! أدرك هذا الأمة، قبل أن يختلفوا فى الكتاب اختلاف اليهود و النصارى "[صحيح بخارى باب جمع القرآن:۳۰۲۹]

چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار آدمیوں کی ایک کمیٹی مقرر کر دی جو سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ، سیدنا سعید بن العاص رضی اللہ عنہ اور سیدنا عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ پر مشتمل تھی ان میں حضرت زید بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ تھے اور بقیہ تینوں قریشی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو متعلقہ مواد جمع کر کے دے دیا اور حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو نسخہ تھا وہ بھی منگوا لیا اور ان کو ہدایت کر دی کہ قرآن کے کچھ نسخے تیار کریں جو مراکز اسلامی میں بھیجے جائیں اور یہ بھی ہدایت کر دی کہ اگر کسی کلمہ میں ان کا باہم اختلاف ہو جائے تو قریش کے رسم الخط پر لکھا جائے کیونکہ قرآن انہی کے لہجہ پر نازل ہوا ہے۔ (چنانچہ ترمذی میں ہے کہ لفظ التابوت اور التابوۃ کے رسم میں اختلاف ہو گیا۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ 'التابوۃ' لکھنا چاہتے تھے۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس یہ معاملہ پہنچا تو انہوں نے قریش لہجہ کے مطابق 'التابوت' لکھنے کا حکم دیا۔)

چنانچہ سرکاری ہدایت کے مطابق قرآن کے نسخے تیار کر دیئے گئے جن کو مصاحف کا نام دیا گیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک مصحف مدینہ میں رکھا جسے 'الإمام' کہا جاتا ہے اور دوسرے پانچ یا چھ مصاحف مختلف بلادِ اسلامیہ میں بھیج دیئے۔ (مصاحف کے متعلق مشہور تو یہی ہے کہ ان کی تعداد پانچ تھی جیسا کتاب المصاحف لابن ابی داؤد میں ہے مگر ابن ابی حاتم نے سات بتائی ہے جو مندرجہ ذیل مراکز میں بھیجے گئے۔ کوفہ، بصرہ، مکہ، شام، یمن اور بحرین اور ہر مصحف کے ساتھ ایک مقری مقرر کیا گیا تاکہ صحیح طور پر قرآن پڑھا جائے۔)

[فتح الباری:۳۹۵/۱۰، کتاب المصاحف للسجستانی:۲۴]

ابن سیرین رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بارہ رکنی کمیٹی بنائی تھی جن میں حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان سے پوچھا۔ سب سے خوشخط کون ہے؟ تو لوگوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا نام لیا پھر پوچھا کہ سب سے زیادہ فصیح کون ہے؟ تو لوگوں نے بتایا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ ہیں۔ [فتح الباری میں حافظ ابن حجر نے مصاحف سجستانی کا حوالہ دیا ہے۔ راجع: ۳۹۳/۱۰] اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

" لوكان المملى من هذيل والكاتب من ثقيف لم يوجد فيه لحن "[كتاب المصاحف لابن أبى داؤد، باب المصاحف العثمانية]

پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حکم دیا کہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ مملی ہوگا اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کاتب ہوگا۔ کیونکہ سعید بن العاص رضی اللہ عنہ کا لہجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لہجہ کے مشابہہ تھا۔ [طبقات ابن سعد]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض رِوایات میں سعید کی بجائے ابان بن سعید بھی مروی ہے۔ خطیب لکھتے ہیں یہ عمارہ بن غزیۃ کا وہم ہے کیونکہ ابان تو شام میں حضرت عمرؓ کی خلافت میں ہی قتل ہو چکا تھا۔

ابوبکر سجستانی نے بقیہ اَرکان کی فہرست بھی دی ہے جو یہ ہے:

⑤ مالک بن ابی عامرؓ امام مالک کے جدامجد ⑥ کثیر بن افلحؓ

⑦ ابی بن کعبؓ ⑧ انس بن مالکؓ ⑨ عبداللہ بن عباسؓ

حافظ ابن حجرؒ لکھتے ہیں بارہ رکنی کمیٹی سے یہ کل نو آدمی معلوم ہو سکے۔ حضرت عمرؓ کا قول ہے:

''لا يملين فی مصاحفنا الاعلماء قريش أو ثقيف''[كتاب المصاحف لابن أبی داؤد، باب جمع عمر بن الخطاب]

لیکن مذکورہ کمیٹی میں کوئی بھی ثقفی نظر نہیں آتا بلکہ قریشی یا انصاری ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِبتداء تو سعیدؓ اور زیدؓ نے کی پھر ثنی مصاحف کی تیاری کے لیے دوسرے لوگ بھی شامل کر لیے گئے اور اِملاء میں حضرت اُبی بن کعبؓ سے مدد لی گئی۔

حضرت ابن مسعودؓ کی برہمی

حضرت ابن مسعودؓ کو نہ تو چار رکنی کمیٹی کا رکن بنایا گیا اور نہ ہی بارہ رکنی کمیٹی میں شامل کیے گئے اس لیے انہوں نے زید بن ثابتؓ پر اپنے رنج وملال کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

''يا معشر المسلمين! أعزل عن نسخ كتابة المصاحف يتولاها رجل والله! أسلمت وإنه لفي صلب رجل كافر.''[جامع الترمذي:٣١٠٤]

اور مصاحف ابن ابوداود سجستانی میں ہے کہ انہوں نے کہا:

''ولقد أخذت مِن في رسول الله ﷺ سبعين سورة وإن زيد بن ثابت لصبي من الصبيان.''

ابووائل کی روایت میں بضع وسبعين سورة بھی آیا ہے۔ [فتح الباري:١٠]

حضرت عثمانؓ کی طرف سے معذرت

لیکن حضرت عثمانؓ کی طرف سے معذرت کی جاسکتی ہے کہ حضرت ابن مسعودؓ کوفہ میں تھے تو حضرت عثمانؓ ان کی آمد تک اتنا بڑا اہم منصوبہ معرض التواء میں نہیں ڈال سکتے تھے، کیونکہ یہ ہنگامی قسم کی ضرورت تھی اور حالات کا فوری تقاضا تھا نیز حضرت عثمانؓ کے سامنے موجودہ صحف کو ایک مصحف کی شکل دینا تھی تاکہ حروف کا اختلاف ختم ہوجائے۔ اور پہلے صحف کو چونکہ حضرت زید بن ثابتؓ نے لکھا تھا لہٰذا دوبارہ لکھنے کے لیے بھی یہی موزوں تر تھے۔ ترمذی کی روایت کے آخر میں ہے:

''فكره ذلك من مقالة عبدالله بن مسعود رجال من أفاضل الصحابة.''[جامع الترمذي: ٣١٠٤]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک اَہم سوال

لیکن یہاں پر ایک اہم سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تو وہ مصاحف حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے تھے تو بعد میں ان کا اَنجام کیا ہوا؟

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے سجستانی کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد مروان نے وہ صحف ضائع کر دیئے تھے تاکہ مرورِ ایام کے ساتھ کسی قسم کا نزاع پیدا نہ ہو۔ لیکن اولاً تو ان تختیوں کا ضیاع اَلمیہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لکھی گئی تھیں اور پھر ان صحف کا ضیاع بڑا اَلمیہ ہے جو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں جمع کئے گئے تھے۔ یہ اِظہارِ افسوس کسی شک وشبہ کی بناء پر نہیں ہے، بلکہ ایک دستاویز کی اصل شکل ضائع ہونے کی بناء پر ہے اور موجودہ دور کے تقاضوں اور اصل مخطوطوں کی اہمیت کو سامنے رکھا جائے تو ان صحف کی قدر و قیمت کا اَندازہ لگانا کچھ مشکل نہیں ہے، خصوصاً جب تحقیق کے لیے اَصل شہادۃ بھی آثارِ قدیمہ ہی رہ گئے ہیں۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے آخر میں ہے:

”وأمر بما سواه من القرآن في كل صحيفة ومصحف أن يحرق“

[بخاري شريف مع الفتح: ۳۹۵/۱۰]

”حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس کے سوا تمام صحف اور مصاحف کو جلا ڈالنے کا حکم دیا۔“

اس حکم کے تحت عراق میں بھی مصاحف جلا ڈالے گئے لیکن بہت سے لوگوں نے اسے پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا۔ اور اپنی ناراضگی ظاہر کرنے کے لیے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو 'محرق مصاحف' کہا لیکن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے دفاع کیا اور کہا:

”لا تقولوا لعثمان في تحريق المصاحف إلا خيرًا.“

اس وقت صحابہ کی بہت بڑی جماعت موجود تھی لیکن ان میں سے کسی نے بھی کوئی اِعتراض نہیں کیا۔ اس بناء پر ابن بطال اس فقہی مسئلہ کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

”في هذا الحديث جواز تحريق الكتب بالنار فيها اسم الله.“

کیونکہ اس طریق سے پرانے اور بوسیدہ کاغذات بے ادبی سے بچ جاتے ہیں لیکن علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ جلا ڈالنے سے دھوڈالنا زیادہ بہتر ہے (فی زمانہ کاغذ سازی میں پرانے قرآن کے کاغذات اسی طریق سے استعمال کیے جاتے ہیں، جو کہ جائز ہے اور اس مسئلہ پر راقم کا ایک فتویٰ بھی شائع ہو چکا ہے)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جن پرائیویٹ مصاحف کو جلا ڈالنے کا حکم دیا تھا ان میں حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا والے صحف شامل نہیں تھے بلکہ تمام صحابہ کے مصاحف محفوظ رہے تھے جیسا کہ مصاحف سجستانی سے معلوم ہوتا ہے۔

[المصاحف للسجستاني وفتاوىٰ ابن تيمية: ۴۲۰/۱۳]

لیکن مروان نے حضرت حفصہ والے صحف ضائع کر دیئے تھے (حضرت علی بن اَبی طالب، حضرت زبیر، طلحہ، سعد اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کے پاس اپنے مصاحف موجود تھے جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے رسم مصاحف سے مختلف تھے۔)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہرحال اَب مصاحف عثمانی میں جو کچھ ہے وہی قرآن ہے اور اس میں نقص وزیادۃ یا حذف وابدال جائز نہیں ہے، کیونکہ اُمت مرحومہ کا اس پر اِجماع ہو چکا ہے۔ یہ مصاحف اختلاف کوختم کرنے کے لیے سبعہ اَحرف کی بجائے ایک حرف پر لکھے گئے تھے اور وہ بھی عرضۂ اَخیرہ والا حرف ہاں نقاط اور اعراب سے مجرد تھے اور ان میں یہ گنجائش تھی کہ جو قراءۃ صحابہ کرام کی نقل سے ثابت ہو اور سند صحیح ہو تو اس پر بھی پڑھا جا سکے۔

تابعین کرام کا دور

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین رحمہم اللہ نے قرآن کی تعلیم وتعلّم کو زندہ رکھا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو قراء ات وحروف منقول تھے ان کی پوری حفاظت کی۔ اس دور میں چونکہ سلسلہ تلمذ بہت وسیع ہو جاتا ہے اس لیے ہم ہر مرکزی شہر کے تابعین کا ذکر کرتے ہیں جن سے سلسلہ اسناد قائم رہا۔

ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مدینۃ النبی کے قراء

مدینہ طیبہ میں حسب ذیل تابعین قراء مشہور ہوئے۔

① سعيد بن مسيب القرشی المخزومي رحمہ اللہ المتوفي ۹۳ھ
② عروة بن زبير أبو عبدالله القرشي رحمہ اللہ عالم المدينة واحد الفقهاء السبعة (المتوفی ۹۳ھ(۶۷ھ)
③ سالم بن عبدالله بن عمر بن الخطاب رحمہ اللہ (المتوفی ۱۰۱ھ)
④ عمر بن عبدالعزيز الأموي رحمہ اللہ خليفه راشد (۱۰۱ھ)
⑤ سليمان بن يسار رحمہ اللہ (۱۰۷ھ) ⑥ عطاء بن يسار رحمہ اللہ (۱۰۳ھ)
⑦ معاذ بن الحارث المعروف بمعاذ القاری رحمہ اللہ
⑧ عبدالرحمن بن هرمز رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۷ھ) كاتب المصاحف وشيخ نافع بن أبي نعيم
⑨ ابن شهاب الزهري رحمہ اللہ (۹۴ھ) ⑩ مسلم بن جندب رحمہ اللہ (۱۳۰ھ)
⑪ زيد بن أسلم رحمہ اللہ (۱۲۶ھ)

مکہ مکرمہ کے قراء

① عبيدة بن عمير رحمہ اللہ (۹۴ھ) ② عطاء بن أبی رباح رحمہ اللہ (۱۱۰ھ)
③ طاؤس رحمہ اللہ (۱۰۶ھ) ④ مجاهد بن جبير أبو الحجاج المكی رحمہ اللہ (۱۰۳ھ)
⑤ عكرمة رحمہ اللہ (۱۱۵ھ) ⑥ ابن أبی مليكة رحمہ اللہ

کوفہ کے قراء

① علقمه رحمہ اللہ (۶۲ھ) ② أسود رحمہ اللہ (۷۵ھ)
③ مسروق رحمہ اللہ (۷۳ھ) ④ عبيدة بن عمرو السلماني رحمہ اللہ (۷۳ھ)

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ عمروبن شرجيل في أيام عبيدالله بن زياد رحمہ اللہ
⑥ عمرو بن ميمون رحمہ اللہ (۷۵ھ) ⑦ ربيع بن حيثم رحمہ اللہ توفي قبل (۹۰ھ)
⑧ عمرو بن ميمون رحمہ اللہ (۷۵ھ) ⑨ أبوعبدالرحمن السلمي رحمہ اللہ (۹۶ھ)
⑩ زر بن حبيش رحمہ اللہ (۸۲ھ) ⑪ عبيد بن نضلة في حدود رحمہ اللہ (۷۵ھ)
⑫ أبوزرعه بن عمرو بن جرير رحمہ اللہ ⑬ سعيد بن جبير رحمہ اللہ (۹۵ھ)
⑭ إبراهيم بن يزيد أبو عمران النخعي رحمہ اللہ (۹۶ھ)
⑮ إمام شعبي رحمہ اللہ (۱۰۵ھ) ⑯ عامر بن شرحبيل رحمہ اللہ

بصرہ کے قراء

① عامر بن عبد قيس رحمہ اللہ (۱۰۰ھ) ② أبو العالية رفيع بن مهران الرياحي رحمہ اللہ (۹۳ھ)
③ أبو رجاء أوطاردى رحمہ اللہ (۱۰۵ھ) ④ نصر بن عاصم رحمہ اللہ (۱۰۰ھ يا ۹۰ھ)
⑤ يحيى بن يعمر رحمہ اللہ قبل (۹۰ھ) ⑥ معاذ بن معاذ رحمہ اللہ (۱۰۶ھ)
⑦ أبو الشعثاء جابر بن يزيد رحمہ اللہ (۹۳ھ) ⑧ حسن بن سيرين رحمہ اللہ (۱۱۰ھ)
⑨ قتاده بن دعامة السدوسي رحمہ اللہ (۱۱۸ھ)

شام کے قراء

① مغيرة بن أبي شهاب المخزومي صاحب عثمان بن عفان رحمہ اللہ (۹۱ھ)
② خليد بن سعد صاحب أبي الدرداء رحمہ اللہ

ان تابعین میں بعض کے مصاحف بھی مشہور ہیں

① مصحف عبيد بن عمير الليثي رواه عنه عمرو بن دينار رحمہ اللہ
② مصحف عطاء بن أبي رباح رواه عنه طلحة رحمہ اللہ
③ مصحف عكرمه رواه عنه عاصم الأحول رحمہ اللہ
④ مصحف مجاهد رواه عنه حميد رحمہ اللہ
⑤ مصحف سعيد بن جبير رواه عنه أبو بشر رحمہ اللہ
⑥ مصحف أسود بن يزيد وعلقمه بن قيس رواه عنهما النخعى رحمہ اللہ
⑦ مصحف محمد بن أبي موسىٰ الشامى رواه عنه داؤد بن أبي هند رحمہ اللہ
⑧ مصحف حطان بن عبدالله الرقاشى رواه عنه أبوهارون الغنوي رحمہ اللہ
⑨ مصحف صالح بن كيسان مديني رواه عنه ابن عيينه رحمہ اللہ
⑩ مصحف طلحة بن مصرف الأيامى رحمہ اللہ
⑪ مصحف سليمان بن مهران الأعمش رواه أبو نعيم رحمہ اللہ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تبع تابعین اور دیگر ائمہ

ان کے بہت سے علماء کلیّۃ اسی کام میں لگ گئے اور ضبط قراءۃ میں انہوں نے اعتناء سے کام لیا حتیٰ کے اس فن کے امام مشہور ہوئے اور ہر شہر میں اہل علم نے ان کی قراءۃ کو تلقی بالقبول کا شرف بخشا اور قراءات ان کی طرف منسوب ہوئیں۔

مثلاً مدینہ میں ابوجعفر یزید بن القعقاع شیبہ بن نصاح رحمہ اللہ اور پھر نافع بن ابی نعیم رحمہ اللہ کی قراءۃ کو شہرت حاصل ہوئی اور مکہ میں عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ، حمید بن قیس الاعرج رحمہ اللہ اور محمد بن محیصن رحمہ اللہ کی قراءۃ کو اور کوفہ میں یحییٰ بن وثاب الاسدی رحمہ اللہ، عاصم بن ابی النجود رحمہ اللہ، سلیمان الاعمش رحمہ اللہ، حمزہ رحمہ اللہ اور الکسائی رحمہ اللہ کو شہرت ہوئی۔

اور بصرہ میں عبداللہ بن ابی اسحاق رحمہ اللہ، عیسیٰ بن عمر رحمہ اللہ، ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ، عاصم الجحدری رحمہ اللہ اور یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ مشہور ہوئے۔

اور شام میں عبداللہ بن عامر رحمہ اللہ، عطیہ بن قیس الکلابی رحمہ اللہ، اسماعیل بن عبداللہ بن المهاجر رحمہ اللہ، یحییٰ بن الحارث الذماری رحمہ اللہ اور شریح بن یزید الخصرمی رحمہ اللہ نے شہرت حاصل کی۔

پھر ان کے بعد تو قراء کثرت سے بلاد اسلامیہ میں پھیل گئے اور ان میں اضافہ در اِضافہ ہوتا گیا ان میں بعض متقن (ماہر) في التلاوۃ اور روایت ودرایت میں مشہور تھے اور بعض ان اَوصاف میں قاصر تھے۔

اس وجہ سے ان میں اختلاف کا پیدا ہونا یقینی تھا لہٰذا جہابذہ اور صنادید ائمہ نے نہایت اجتہاد سے کام لے کر حروف وقراءات کو جمع کیا اور مشہور اور شاذ میں فرق کی وضاحت کی اور ان کے اصول و اَرکان مقرر کیے۔ دوسرے فنون کی طرح علم القراءۃ میں بھی ارتقاء ہوا اور آخر کار اس نے ایک فن کی حیثیت اختیار کر لی، قراءات کے ضبط اور قراء کے تراجم پر مستقل کتابیں مرتب ہوئیں۔

قراءۃِ صحیحہ کا ضابطہ

جو قراءۃ قواعد عربیہ کے موافق ہو، مصاحف عثمانیہ میں سے کسی ایک مصحف کے بھی مطابق ہو اور صحت سند کے ساتھ ثابت ہو وہ قراءۃ صحیحہ میں داخل ہے۔ اس کو رد کرنا یا اس کا انکار کرنا جائز نہیں ہے اس کو ان احرف سبعہ میں شمار کیا جائے گا جن پر قرآن نازل ہوا۔ وہ قراءۃ خواہ قراءِ سبعہ سے منقول ہو، قراءِ عشرہ سے یا پھر ان کے علاوہ دوسرے ائمہ سے۔

محققین ائمہ سلف اور خلف نے 'قراءۃ صحیحہ' کی یہی تعریف کی ہے ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ، ابومحمد المکی رحمہ اللہ اور ابو العباس احمد عمار المهدوی رحمہ اللہ نے اپنی کتابوں میں متعدد مواضع میں اس کی تصریح کی ہے۔

- علامہ ابوشامہ رحمہ اللہ 'المرشد الوجیز' میں لکھتے ہیں:

اعتماد ان اَوصاف ثلاثہ کے جمع ہونے پر ہے نہ کہ ان قراء میں سے کسی ایک قاری کی طرف منسوب ہونے پر، کیونکہ قراء سبعہ اور دوسرے قراء کی طرف جو قراءات منسوب ہیں دو قسم پر ہیں:

① مجمع علیها ② شواذ

- علامہ الجعبری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اصل شرط صحت نقل ہے اور دوسری دونوں شرطیں اس کو لازم ہیں۔‘‘

- ابو محمد المکی رحمہ اللہ بیان فرماتے ہیں:

’’قرآن میں جو قراءات مروی ہیں وہ تین قسم کی ہیں جو فی زمانہ رائج ہیں اور ان میں تین اَوصاف پائے جاتے ہیں۔

① ثقات نبی ﷺ سے روایت کریں۔ ② عربیت کی رو سے صحیح ہو۔

③ رسم مصحف کے مطابق ہو۔

اگر وہ قراءۃ ان تین اوصاف کی حامل ہو تو اس کے مطابق پڑھا جائے گا اور اس کی صحت پر قطعی حکم لگایا جائے گا اس کے منکر کو کافر کہا جائے گا۔‘‘

- علامہ سیوطی رحمہ اللہ الاتقان میں لکھتے ہیں کہ قراءات چھ قسم پر ہیں:

① المتواتر

جو ایک جماعت دوسری جماعت سے نقل کرے کہ ان کا تواطؤ علی الکذب عادۃً محال ہو (جھوٹ پر اتفاق ناممکن ہو) اور وہ قراءت جسے سبعہ یا عشرہ روایت کریں۔

② المشهور

جو صحت سند کے ساتھ ثابت ہو اور مصاحف عثمانی میں کسی ایک مصحف کے مطابق ہو، عام ہے کہ اس کو سبعہ یا عشرہ نقل کریں یا کسی دوسرے قاری سے منقول ہو۔ لیکن حد تواتر تک کو پہنچی ہو۔

یہ دونوں قسم کی قراءات نماز میں جائز ہیں۔

③ ماصح سنده

یعنی جو صحت سند کے ساتھ ثابت ہو لیکن رسم المصحف یا عربیت کے خلاف ہو، یا اسے شہرت حاصل نہ ہوئی ہو اس نوع کی قراءت نماز میں جائز نہیں ہے اور نہ اس کی قرآنیت کا اعتقاد واجب ہے جیسا کہ ابوبکرہ رضی اللہ عنہ کی قراءت میں ہے۔

’عَلَی رِفَارِفَ خُضْرٍ وعباقري حسان‘ [الرحمن:۷۶]

یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قراءت میں ہے۔

’لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفَسِكُمْ‘ [التوبة:۱۲۸]

④ الشاذة

اس سے مراد وہ قراءات ہے جو صحت اسناد کے ساتھ ثابت نہ ہو جیسا کہ ابن السمفیع ؟؟؟ کی قراءت میں ہے:

’فَالْيَوْمَ نُنَحِّيْكَ بِبَدَنِكَ‘ [یونس:۹۲]

یعنی حا مهمله کے ساتھ۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

⑤ الموضوع

جو کسی طرف بلا اسناد منسوب ہو جیسا کہ وہ قراءات جو محمد بن جعفر الخزاعی نے جمع کر کے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب کر دیں۔

⑥ المدرج

جو مدرج حدیث کی مثل ہو یعنی وہ قراءت جو بطور تفسیر اضافہ کی گئی ہو۔[الاتقان:۱/۱۳۲،۱۳۱] مثلاً مصحف عائشہ میں 'والصلاۃ الوسطی، صلاۃ العصر' کی ہے اور عبداللہ بن مسعود کی منفرد قراءات اسی قسم سے ہیں۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ پہلی دو قسم کی قراءات صحیحہ کی ہیں اور باقی اقسام اربعہ غیر صحیحہ کی ہیں۔ و اللہ أعلم بالصّواب

قراءاتِ شاذۃ اور ائمہ اسلام

قراءت کے تسلسل میں اَسانید کو بہت بڑا دخل ہے جس طرح کوئی حدیث صحت سند کے بغیر معتبر نہیں اسی طرح اگر کوئی قراءت اسناداً متصل نہ ہو تو وہ بھی قابل قبول نہیں ہے۔[التیسیر للداني:۸]

اور پھر قراءات توقیفی ہیں اس میں قیاس کو دخل نہیں ہے۔ بایں وجہ علامہ زمخشری رحمہ اللہ کا یہ قول قابل التفات نہیں ہے:

”قراءات محض اختیاری ہیں اور جو عربی قواعد کے مطابق اور انسب ہو اسے پڑھا جا سکتا ہے اور یہ فصحاء و بلغاء کے اختیار و اجتہاد پر دائر ہے۔“[الاتقان:۱/۳۲]

پس جو قراءت صحت سند کیساتھ منقول نہ ہو، وہ خواہ قواعد عربیہ اور رسم الخط کے موافق ہی کیوں نہ ہو، مقبول نہیں ہے۔ بلکہ وہ مردود کے حکم میں ہوگی۔

متعدد قراءات وہ ہیں جن کا علماء نحو اِنکار کرتے ہیں مگر ان کے انکار کو کچھ اہمیت حاصل نہیں ہے۔ مثلاً ﴿بَارِئْكُمْ﴾ اور ﴿يَأْمُرْكُمْ﴾ میں ہمزہ اور راء کو ساکن کرنا اور ﴿وَالْأَرْحَامِ﴾ کی میم کو جر دینا اور ﴿لِيُجْزَىٰ قَوْمًا﴾ میں میم کو نصب اور ﴿قَتْلُ أَوْلَادَهُمْ شُرَكَائِهِمْ﴾ میں مضاف، مضاف الیہ کے درمیان فصل لانا وغیرہ۔

[البرهان للزرکشي:۱/۳۲۱]

ابوبکر بن مقسم کی مخالفت

یہی وجہ تھی کہ قراء کرام نے ابوبکر بن مقسم کی قراءت کو ممنوع قرار دے دیا، کیونکہ ابن مقسم ہر اس قراءت کو جائز رکھتے جو عربیت کے اعتبار سے صحیح ہو خواہ نقل روایت اور رسم مصحف کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح قراء نے 'ابن شنبوذ' سے توبہ کروانے کے لیے مجلس قائم کی جو کہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کے مطابق لکھوانا چاہتا تھا اور یہی وجہ تھی کہ قراء نے اَعمش کی قراءت کو غیر مقبول قرار دیا، کیونکہ وہ حضرت اُبی رضی اللہ عنہ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت کی اتباع کرتا[المصاحف للسجستاني:۹۱] اور اسی وجہ ان کی قراءۃ کا نام شاذۃ رکھا گیا۔ ابن خالویہ نے القراءات الشاذۃ پر ایک مستقل تصنیف کی ہے جس کا نام 'المحتسب في القراءات الشاذۃ' ہے اور ابو البقاء العبکری نے بھی اس موضوع پر ایک مفصل کتاب لکھی جس کا نام 'إملاء ما من به الرحمن من وجوہ الإعراب والقراءات في جمیع القرآن' رکھا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس بناء پر علماء نے بلاتردد یہ بات کہی ہے کہ قراءات شاذہ کی توجیہ بلحاظ قواعد 'قراءات مشہورۃ' کی توجیہ سے زیادہ قوی ہے۔ [البرھان: ۳۴۱/۱] اور شاذۃ کی توجیہ صحت تاویل پر معاون ہے۔ مثلاً حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قراءت ﴿ فَاقْطَعُوْٓا أَيْدِيَهُمَا ﴾ [المائدۃ:۳۸] ہے، جس سے حد سرقہ میں قطع کی توضیح ہوجاتی ہے۔ اور سعد بن اَبی وقاص رضی اللہ عنہ کی قراءت 'وله أخ أو أخت من أم' سے واضح ہوجاتا ہے کہ اگر ماں کی طرف سے بھائی ہوں تو پھر ہر ایک کے لیے سدس ہے یعنی خاص قسم کے إخوۃ مراد ہیں۔ اور زید بن علی کی قراءت 'اللّٰہُ نَوَّرَ السَّمٰوٰتِ وَالأَرْض' ہے جو معنی کے اعتبار سے 'نُوْرُ السَّمٰوٰتِ' سے زیادہ واضح ہے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ 'إِنَّمَا يَخْشَى اللهُ مِنْ عِبَادِهِ الْعُلَمَآءَ' پڑھتے، یعنی اللہ تعالیٰ علماء کی تعظیم وتکریم فرماتے ہیں۔

چنانچہ زرکشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"إن الخشية هنا بمعنى الإجلال والتعظيم لا الخوف."

پس ان قراءات شاذہ سے کم ازکم صحت تاویل ضرور مستفاد ہوتی ہے لیکن بعض قراءات شاذہ میں بظاہر تکلف اور بشاعت (کراہت) پائی جاتی ہے تاہم تاویل صحیح ہونے کی بناء پر بشاعت وکراہت رفع ہوجاتی ہے مثلاً ﴿ هُوَ اللّٰهُ الْخٰلِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوَّرُ ﴾ [الحشر:۲۴] کہ مصور اسم مفعول کا صیغہ ہے اور الباری کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے یعنی 'الذی برء المصور' [البرھان: ۳۴۱/۱] تاہم کسی کے نزدیک بھی شاذہ کے کلام اللہ ہونے کا اعتقاد واجب نہیں ہے۔

قراءتِ شاذہ کے اَحکام

جب اس کا قرآن ہونا صحیح نہیں ہے تو نماز میں بھی اس کی قراءت جائز نہیں ہے۔

- علامہ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"لا يجوز القراءة في الصلاة بالقراءة الشاذة لأنها ليست بقرآن لأن القرآن لا يثبت إلا بالمتواتر والشاذة ليست بمتواترة ومن قال غيره فغالط، أو جاهل فلو خالف وقرأ بالشاذة أنكر عليه القراءات في الصلاة وغيرها"۔ [البرھان: ۳۳۳/۱]

''شاذ قراءت نماز میں جائز نہیں، کیونکہ وہ قرآن نہیں، اس لیے کہ قرآن تواتر کے بغیر ثابت نہیں ہوتا اور قراءت شاذۃ تواتر سے ثابت نہیں ہوتیں۔ اور جس نے اس بات کے علاوہ کہا اس نے غلطی کی یا جاہل ہونے کا ثبوت دیا، اگر وہ اس کی مخالفت کرتے ہوئے نماز میں یا نماز کے علاوہ اس کی قراءت کرتا ہے تو اس قراءت کا اس پر اِنکار کیا گیا ہے۔''

ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے بھی اس کے نماز میں عدم جواز پر اجماع نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس قاری کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے جو نماز میں قراءت شاذہ پڑھتا ہے۔

اس طرح امام مالک رحمہ اللہ نے بھی عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے [البرھان: ۲۲۲/۱] اور کہا ہے:

"من قرأ في صلاة بقراءة ابن مسعود وغيره من الصحابة مما يخالف المصحف لم

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یصلِ وراءہ."

''جس شخص نے نماز میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ یا کسی دوسرے صحابی کی (منفرد یا مخصوص) قراءت کو پڑھا جو مصحف کے خلاف ہے اس کے پیچھے (امامت میں) نماز نہ پڑھی جائے۔''

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کی قراءت کے متعلق علماء کا یہ مؤقف اس بناء پر ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما معوذتین کے قرآن ہونے کے قائل نہیں تھے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دونوں کے ساتھ حضرت حسن رضی اللہ عنہ وحسین رضی اللہ عنہ کو دم کیا کرتے تھے، یہی وجہ ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا مصحف ان دونوں سے خالی ہے۔[الاتقان: ۱۳۷،۱۳۸]

اسی طرح حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ نے اپنے مصحف کے آخر میں دعاء الإستفتاح اور دعائے قنوت کو بمنزلہ دو سورتوں کے جمع کر رکھا تھا۔[البرھان: ۱۲۸/۲] حالانکہ اس پر کوئی دلیل نہ تھی لیکن علامہ الباقلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابن مسعود، ابی، زید، عثمان اور علی رضی اللہ عنہم یا ان کی آل واولاد میں سے کسی کی طرف یہ نسبت جائز نہیں ہے کہ انہوں نے مصحف جماعت کے خلاف کوئی قراءت درج کی ہو یا اخبار آحاد کی بناء پر کسی قسم کی تبدیلی کی ہو ایسی بات ایک ادنیٰ مسلمان بھی نہیں کرسکتا چہ جائیکہ آئمہ کی طرف منسوب کی جائے۔[البرھان: ۱۲۹۱]

قراءِ سبعہ

اب ہم قراءِ سبعہ عشرہ اور اَربعہ عشرہ کا تعارف کرواتے ہیں تاکہ قراءات کی اَسانید معلوم ہوسکیں۔ سبعہ کی اصطلاح سب سے پہلے ابن مجاہد نے متعارف کرائی لہٰذا تمہید کے طور پر ابن مجاہد کا تعارف پیش خدمت ہے۔

ابن مجاہد رحمہ اللہ

ابن مجاہد رحمہ اللہ مصنف 'کتاب سبعة' کا پورا نام ونسب یہ ہے: أبوبکر أحمد بن موسیٰ بن العباس ابن مجاھد البغدادي (المولود ۲۴۵ھ المتوفی ۳۲۴ھ) قراءت کے امام، محدث، نحوی اور شیخ المقرئین کے لقب سے معروف تھے۔[تاریخ بغداد: ۱۴۴/۵]

سعدان بن نصر، الرمادی، محمد بن عبداللہ المخرمی، محمد بن اسحاق صاغانی اور ان کے ہم طبقہ سے سماع کیا قنبل المکی اور ابو الزعراء بن عبدوس پر قرآن کی تلاوت کی اور حروف ایک جماعت سے عرضاً حاصل کیے۔ ابن الجزری رحمہ اللہ نے غایة النھایة میں ان کے نام بالإستیعاب ذکر کیے ہیں خلق کثیر نے اس پر قراءت کی جن میں منصور بن محمد القرار اور شنبوذی بھی شامل ہیں۔

- علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"انتھی إلیه علم ھذا الشأن وتصدر مرة." [النبلاء: ۲۷۲/۱۵]

امام دارقطنی رحمہ اللہ، ابن شاہین رحمہ اللہ اور ابوبکر بن شاذان رحمہ اللہ نے ان سے روایت کی ہے۔

- ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"فاق ابن مجاھد سائر نظائرہ مع اتساع علمه وبراءة فھمه وصدق لھجته وظھور نطقه." [طبقات سبکی: ۵۸/۳]

- ابن الجزری رحمہ اللہ غایة النھایة میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’آپ نے نہایت مشہور ومعروف اور آپ کے تلامذہ کا حلقہ نہایت وسیع تھا آپ نے اپنے اقران ونظراء سے بازی لے گئے اور محمد یحییٰ الکسائی کی زندگی میں ہی صدر مجلس بن گئے۔‘‘

ابن ابی ہاشم کا بیان ہے کہ کسی نے ابن مجاہد سے پوچھا:

”لم لا تختار حرفا لنفسك . “

’’تم اپنے لیے ایک قراءت کو کیوں نہیں پسند کرتے ہو۔‘‘

تو اُنہوں نے فرمایا:

ہمارے ائمہ نے جو حروف (قراءت) اختیار کیے ہیں ان کی حفاظت زیادہ ضروری ہے اس کی بجائے کہ ہم اپنی قراءت اختیار کریں۔[الطبقات للسبکي:۵۸/۳]

موصوف طبعی طور پر لطافت وظرافت کے ماہر تھے۔[تاریخ بغداد:۱۴۷/۵] ان کے حلقہ درس میں مجلس کنٹرول کرنے کے لیے ۸۴/ مقری موجود رہے۔[غایة النہایة:۱۳۲/۱]

کتابُ السبعة

ابن مجاہد رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ’کتاب السبعة‘ لکھی ورنہ اس سے پہلے یہ اصطلاح متعارف نہ تھی۔ موصوف نے سات مشہور قراء کی قراءات جمع کر کے اس کا نام ’کتاب السبعة‘ رکھا۔ یہ قراء گو فقہ وامانت اور ضبط وملازمت قراءت میں مشاہیر تھے تاہم یہ انتخاب کسی معیار کے مطابق نہ تھا بلکہ حسب اتفاق جمع کر دیئے گئے تھے۔

[البرھان للزرکشي:۳۲۷/۱]

پھر انہوں نے کتاب السبعة لکھ کر اس فن کی کوئی خدمت نہیں کی بلکہ عوام کو غلط فہمی میں مبتلا کر دیا ہے اور کوتاہ نظر یہ سمجھنے لگے کہ حدیث ’أنزل القرآن علی سبعة أحرف‘ سے یہی سات قراءات مراد ہیں۔ جو کسی طرح بھی درست نہیں ہے اس لیے ابوالعباس عمار، ابن مجاہد کو ملامت کرتے اور کہتے:

”لیته اقتصر ، نقص عن السبعة أو زاد لیزیل الشبهة“

’’کاش کہ وہ رک جاتے سات سے کم یا زیادہ لکھتے تاکہ شبہ ختم ہو جاتا۔‘‘

اسی طرح ابو شامۃ اپنی کتاب ’المرشد الوجیز‘ میں لکھتے ہیں:

’’بعض لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ حدیث أُنزل القرآن ...... الخ سے قراءاتِ سبعہ مراد ہیں، حالانکہ یہ اجماع اہل علم کے خلاف ہے یہ محض جہالت کا گمان ہے۔‘‘[الإتقان:۱۳۸/۱، الزرقاني:۱۳۴/۱، الوجیز:۱۴۶]

اس کی وجہ ظاہر ہے کہ جب علماء نے قراءات پر کتابیں لکھنا شروع کیں تو اس وقت ’سبعہ‘ کی اصطلاح بلادِ اِسلامیہ میں قطعی متعارف نہ تھی مثلاً ابوعبید قاسم بن سلام رحمہ اللہ، صاحب الشافعی، أبوجعفر الطبری رحمہ اللہ اور أبوحاتم السجستانی رحمہ اللہ کی کتابوں میں بہت سی قراءات مذکور ہیں لیکن ان میں ’سبعہ‘ کی اصطلاح کا نام ونشان تک نہیں ہے اندازہ ہے کہ ابن مجاہد رحمہ اللہ کی اس کتاب کے بعد اس اصطلاح کا تعارف ہوا اور اس وقت لوگوں نے ائمہ کی قراءت پر اکتفاء کرنا شروع کر دیا تھا۔

- علامہ زرکشی رحمہ اللہ ’البرھان‘ میں لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’إن القراءات لم تكن متميزة عن غيرها إلا في قرن الأربعمائة جمعها أبو بكر ابن مجاهد ولم يكن متسع الرواية والرحلة كغيره، والمراد بالقراءات السبع المنقولة عن الأئمة السبعة.‘‘

الغرض علماء نے ابن مجاہد رحمہ اللہ کی اس کوشش کو بنظرِ استحسان نہیں دیکھا یہ کتاب ڈکتور شوقی ضیف کی تحقیق سے طبع ہوچکی ہے۔

مصادر و مراجع

تاريخ بغداد: ۱۴۴/۵، ۱۴۸۔ المنتظم: ۲۸۲/۶، ۲۸۳۔ معجم الأدباء: ۵ل۶۵، ۷۳۔ معرفة القراء: ۲۱۶/۱، ۱۱۸۔ العبر: ۲۰۱/۲۔ شذرات: ۳۰۲/۲۔ النجوم الزاهرة: ۲۵۸/۳۔ طبقات السبكي: ۵۷/۳، ۵۸۔ الوافي: ۲۰۰/۸۔ غاية النهاية: ۱۳۹/۱، ۱۴۲۔ البداية النهاية: ۱۸۵/۱۱۔

اَب ہم قراء سبعہ کا مفصل تعارف کرواتے ہیں جس میں ان کے سلسلۂ اَسناد پر بھی بحث کریں گے۔

علامہ زرکشی رحمہ اللہ لکھتے ہیں وہ ائمہ سبعہ یہ ہیں:

① عبدالله بن كثير المكي القرشي
② نافع بن عبدالرحمن بن أبي نعيم
③ عبدالله بن عامر بن يزيد
④ أبوعمرو بن العلاء البصري
⑤ عاصم بن أبي النجود الكوفي
⑥ حمزة بن حبيب بن عمارة الكوفي
⑦ أبو علي الكسائي الكوفي

◉ ابومحمد مکی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

مامون الرشید کے زمانہ میں ابوعلی الکسائی الکوفی رحمہ اللہ کو یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ کی بجائے ساتواں قرار دیا گیا، کیونکہ الکسائی رحمہ اللہ مامون کا مؤدب تھا اور یہ ’سبعہ‘ دو یعنی ابن عامر رحمہ اللہ اور ابوعمرو رحمہ اللہ کے سوا سب کے سب عجمی ہیں بعض نے لکھا ہے کہ ان کے سبعہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ’مصاحف سبعة‘ لکھ کر بھیجے تھے تو قراء بھی مصاحف کے مطابق سات قرار دیئے گئے اور بعض نے ’أنزل القرآن على سبعة أحرف‘ کے ساتھ مربوط کیا ہے جو بے معنی بات ہے۔ ابن حبیب المقری رحمہ اللہ، جو ابن مجاہد رحمہ اللہ سے متقدم ہیں، نے قراءات میں اپنی کتاب کا نام ’کتاب الخمسة‘ رکھا ہے اور اس میں صرف پانچ قراء کا ذکر کیا ہے اور بعض نے ’کتاب الثمانية‘ لکھی ہے اور یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ کا اضافہ کردیا ہے اور بعض نے ’کتاب العشرة‘ الغرض ہرایک نے اپنے ذوق کے مطابق انتخاب کیا ہے۔’’وللناس فيما يعشقون مذاهب‘‘

① عبداللہ بن کثیر الداری رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۰ھ

یہ تابعی ہیں اور مکہ میں بھی ان کی قراءت کو خاص شہرت حاصل تھی صحابہ کرام میں سے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن الزبیر رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ثابت ہے بعض نے ان کا نسب یوں لکھا ہے:

’’عبدالله بن كثير بن عمرو بن عبدالله بن زاذان بن فيروزان بن هرمز الإمام أبو معبد المكي الداري إمام أهل مكة في القراءات.‘‘

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الداری عطار کو کہا جاتا ہے کیونکہ اس زمانہ میں بحرین میں 'دارین' مقام سے عطر لایا جاتا تھا اس لیے عطار کو الداری کہا جاتا تھا۔ لیکن بعض نے لکھا ہے کہ یہ بنی عبدالدار بن ہانی تمیم الداری کی نسل سے تھے۔ اس لیے ان کو الداری کہا جاتا ہے۔[التاریخ الکبیر:۱۸۱/۵]

پہلی وجہ صحیح معلوم ہوتی ہے، کیونکہ یہ ابناء فارس سے تھے جیسا کہ بیان کردہ نسب سے ظاہر ہے اور عبداللہ بن کثیر القرشی اور عبداللہ بن کثیر القاری میں التباس کی وجہ سے دونوں کو ایک ہی سمجھ لیا گیا ہے۔

ابن کثیر رحمہ اللہ ۴۵ھ کو مکہ میں پیدا ہوئے اور مکہ میں مذکور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ اور درباس مولیٰ ابن عباس سے ملاقات کی اور ان سے روایت کا شرف بھی حاصل کیا۔

◉ حافظ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ وغیرہ نے لکھا ہے:

''صاحب ترجمہ نے عبداللہ بن السائب رضی اللہ عنہ سے عرضاً قراءت حاصل کی۔ اس قول کو گو أبو العلاء الهمداني نے ضعیف کہا ہے لیکن اس میں ضعف کی کوئی وجہ نہیں ہے جبکہ ابن کثیر رحمہ اللہ نے متعدد صحابہ کو پایا ہے اور ان سے روایت بھی کی ہے۔''

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابن مجاہد رحمہ اللہ نے امام شافعی رحمہ اللہ کے طریق سے اس کو صراحتاً ذکر کیا ہے ان کے تلامذہ میں اسماعیل بن عبداللہ بن القسط رحمہ اللہ، جریر بن حازم رحمہ اللہ، اسماعیل بن مسلم رحمہ اللہ اور ابن جریج رحمہ اللہ وغیرہ شامل ہیں جو ان سے قراءت کے راوی بھی ہیں۔ ابن الجزری رحمہ اللہ نے قریباً تیس راویوں کے نام ذکر کئے ہیں جن میں سفیان بن عیینہ اور حماد بن سلمہ بھی شامل ہیں۔''[غاية النهاية :۴۴۳/۱]

◉ ابوعمرو رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ابن کثیر مجاہد رحمہ اللہ سے عربیت میں فائق تھے ابن مجاہد رحمہ اللہ 'كتاب السبعة' میں لکھتے ہیں:

''ولم يزل عبدالله هو الإمام المجتمع عليه في القراءات بمكة حتى توفي سنة عشرين ومائة.''

② نافع بن عبدالرحمٰن بن ابی نعیم رحمہ اللہ المتوفی ۱۶۹ھ

◉ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''الإمام، حبر القرآن، أبورويم...... ويقال: أبوالحسن ويقال: أبونعيم مولى جعونة ابن شعوب الليثى، حليف حمزة عم رسول الله ﷺ أصله أصبهاني.''

نافع معمرین میں شمار ہوتے ہیں ۹۵ھ میں قراءت اَخذ کی اور ۱۲۰ھ کو مسند قراءت پر متمکن ہوئے جب کہ ان کے اکثر مشائخ زندہ تھے امام مالک رحمہ اللہ نافع رحمہ اللہ کو امام الناس فی القراءت کا لقب دیتے اور یہ بھی فرمایا کرتے:

''قراءة نافع سنة''

مدینہ منورہ میں ان کی قراءت نے خصوصی شہرت حاصل کی ستر تابعین سے قراءت حاصل کی جو حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کے تلامذہ سے تھے۔

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ نے نافع رحمہ اللہ سے ۱۴۴ طرق ذکر کئے اور لکھا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”وأما قراءة نافع من روايتي قالون وورش عنه . “

’’امام نافع رحمہ اللہ سے قالون رحمہ اللہ اور ورش رحمہ اللہ نے روایت نقل کی ہے۔‘‘

پھر دونوں سے روایات نقل کی ہیں اور اَسانید صحیحہ سے تمام طرق کا احصاء کیا ہے۔ اَولاً قالون رحمہ اللہ سے روایات ذکر کر کے آخر میں لکھا ہے:

”فهذه ثلاث وثمانون لقالون من طريقي الحلواني وأبي نشيط . “

’’حلوانی اور ابونشیط کی سند سے قالون کی تراسی اسناد ہیں۔‘‘

اور پھر ورش رحمہ اللہ تک طریق بیان کیے ہیں اور لکھا ہے:

”فهذه إحدى وستون طريقا لورش . “

’’ورش رحمہ اللہ کی اکسٹھ اَسناد ہیں۔‘‘

اور یہ دونوں نافع رحمہ اللہ کے تلمیذ ہیں جو کل ۱۴۴ طرق (اسناد) نافع تک پہنچتے ہیں ان میں سے پانچ کی قراءت مشہور ہے:

- عبدالرحمن بن هرمز الأعرج صاحب أبي هريرة ÷
- أبوجعفر يزيد بن القعقاع أحد القراء العشرة
- شيبة بن نصاح مقرئ المدينة ومولى أم سلمة + توفي ۱۳۰ھ
- مسلم بن جندب الهذلي
- يزيد بن رومان

حالات

النبلاء: ۳۱۶/۱۰، إرشاد الأريب: ۱۰۳/۶، شذرات: ۴۸/۲، النجوم الزاهره: ۳۱۵/۲، العبر: ۳۱۸/۱، معرفة القراء الكبار: ۱۲۸/۱، طبقات القراء للجزري

اوران خمسہ نے مقری المدینہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ رحمہ اللہ پر بھی قراءت کی ہے۔

- ابن عدی الکامل میں نافع رحمہ اللہ کی روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

”له نسخة عن الأعرج (يرويها عنه ابن أبي فديك وعنه أحمد صالح) تبلغ مائة حديث، وله نسخة أخرى عن أبي الزناد وله من التفاريق (عما يحدث به عنه جماعة من أهل البيت) قدر خمسين حديثا ولم أر له شيئا منكرا . (فأذكره وأرجو أنه لا بأس به)“

- علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

’’بہتر ہے کہ اس کی حدیث حسن شمار کی جائے۔‘‘ [النبلاء: ۳۳۸/۷ وطبقات القراء]

حالات امام نافع کے مصادر

التاريخ الكبير: ۸۷/۸، مشاهير علماء الأمصار: ۱۴۱، الكامل لابن عدى: ۲۵/۵، تهذيب التهذيب: ۹/۴، ميزان الاعتدال: ۲۴۲/۴، العبر للذهبي: ۲۵۷/۱، شذرات: ۲۷۰/۱، غاية النهاية: ۳۳۰/۲

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسالہ شاطبیہ اور التیسیر میں ان تک سات طرق ذکر ہوئے ہیں صاحب التیسیر نے اَسانید ذکر کی ہیں جو نافع رحمہ اللہ تک پہنچتی ہیں اور الشاطبیہ میں الدانی رحمہ اللہ تک اَسانید مذکور ہیں دوسرا طریق ابن بویان تک الھدایہ میں ابن شریح اور المھدوی سے مذکور ہے تیسرا طریق ابوالحسن بن علی العلان کا ہے جو ابن السوار نے ذکر کیا ہے چوتھا طریق ابوبکر بن مہران کا ہے جو کتاب النہایہ سے منقول ہے۔

ابن الجزری رحمہ اللہ نے ان تک اپنی اَسانید ذکر کی ہیں اور ابن بویان تک ۲۳ طریق ذکر کیے ہیں اور القراز تک ۱۱ طرق اور القراز اور ابن بویان دونوں قاضی ابوحسان کے تلمیذ ہیں یہ طریق ابن الجزری رحمہ اللہ نے ذکر کیے ہیں۔

حالات

أبونشیط ۲۵۸هـ، الحلواني ۲۵۰هـ، ابن بویان ۳۴۴هـ، ابن أبي مهران: ۲۸۹هـ، جعفر بن محمد ۲۹۰هـ، الزرق ۲۴۰هـ، الأصبهاني: ۲۹۶هـ۔

ابونشیط محمد بن ہارون الامام المقری، المجود المروزی البغدادی قرء علی عیسیٰ بن مینا بحرف نافع

ہم بیان کر آئے ہیں کہ نافع رحمہ اللہ نے ستر تابعین پر قرآن کی قراءت کی ہے جن میں ابوجعفر رحمہ اللہ، محمد ابن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ، مسلم بن جندب رحمہ اللہ، محمد بن مسلم بن شہاب الزہری رحمہ اللہ، صالح بن خوات رحمہ اللہ اور یزید رحمہ اللہ مشہور تر ہیں۔

اور عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج رحمہ اللہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی رضی اللہ عنہ کی ہے اور مسلم بن جندب رضی اللہ عنہ اور ابن رومان رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عیاش رضی اللہ عنہ کے بھی تلمیذ ہیں اور نافع رحمہ اللہ کے اَساتذہ میں ایک شیبہ بن نصاح رضی اللہ عنہ بھی ہیں جنہوں نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے قراءت کی اور وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ کے اور ابوہریرۃ رضی اللہ عنہ وابن عباس رضی اللہ عنہ اور ابن عیاش رضی اللہ عنہ تینوں تلمیذ ہیں اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر بھی قراءت کی ہے اور یہ تینوں صحابہ (زید رضی اللہ عنہ، ابی رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ) بلا واسطہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شاگرد ہیں۔

③ عبداللہ بن عامر الیحصبي رحمہ اللہ المتوفی ۱۰۸ھ

ان کی قراءت شام میں رائج ہوئی۔ یہ حضرت مغیرہ بن شہاب المخزومی رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں اور مغیرہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔ علاوہ ازیں ان کو نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ اور واثلہ بن الاسقع سے بھی لقاء حاصل ہے۔ بعض نے ان کو بلا واسطہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا شاگرد گردانا ہے اور لکھا ہے کہ انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قراءت کی ہے۔

[طبقات القراء: ۴۲۳/۱، ۴۲۵]

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ نے ان کا پورا نسب لکھا ہے:

”عبداللہ بن عمر بن یزید بن تمیم بن ربیعه بن عامر بن عبداللہ بن عمران الیحصبي .“

[غایة النهایة: ۴۲۴/۱، الجرح والتعدیل: ۱۲۲/۵]

یعنی یہ عربی ہیں ان کی کنیت ابوعمران ہے قراءت میں اہل شام کے امام مانے جاتے ہیں۔

◉ ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”أخذ القراءة عرضا عن أبي الدرداء وعن المغيرة بن أبي شهاب صاحب عثمان بن عفان، وقيل: عرض على عثمان نفسه . “ [میزان الاعتدال:۴۴۹/۲]

’’انہوں نے ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے اور مغیرہ بن ابی شہاب رضی اللہ عنہ جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھی ہیں ان سے قراءت حاصل کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ انہوں نے براہ راست حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے قراءت حاصل کی ہے۔‘‘

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”قلت وقد ورد في إسناده تسعة أقوال أصحها أنه قرأ على المغيرة“

’’میں کہتا ہوں کہ اس کی اسناد کے متعلق نو اَقوال مروی ہیں سب سے صحیح ترین قول یہ ہے کہ انہوں نے مغیرہ رضی اللہ عنہ پر قراءت کی ہے۔‘‘

لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر پورا قرآن تلاوت کرنا بعید سا ہے اسی طرح حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے تلمذ کی نسبت بھی صحیح نہیں ہے بعض نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ پر قراءت کو بھی بعید سا شمار کیا ہے۔ لیکن ان پر استبعاد کی کوئی وجہ نہیں ہے اور ابن مجاہد رحمہ اللہ کا انکار بے معنی ہے۔

الغرض ابن عامر رحمہ اللہ کی قراءت صحیح اور معتمد ہے اور اس پر طعن صحیح نہیں۔ خصوصاً جبکہ ابن مجاہد رحمہ اللہ نے لکھا ہے کہ وہ قراءت میں اہل شام اور جزیرہ کے اُستاد ہیں۔

◉ ابوعلی الاہوازی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”كان إماما عالما ثقة فيما آتاه، حافظا لما رواه، من أفاضل المسلمين وخيار التابعين وأجلة الراوين . “

’’جو چیز انہیں میسر ہوئی ہے اس میں یہ عالم ثقہ امام ہیں۔ مرویات کے محافظ ہیں یاد رکھنے میں بلا کے حافظ تھے مسلمانوں میں فاضل تابعین میں پسندیدہ اور روایت کرنے والوں میں جلیل القدر تھے۔

جامع دمشق کے امام رہے جب کوئی بدعت دیکھتے تو اس کو مٹا دیتے۔ ۲۱ھ کو پیدا ہوئے وہ دو سال کے تھے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے اور دمشق کی فتح کے وقت نو سال کے تھے۔ آپ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے سماع حاصل ہے جن میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ، واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہ اور فضالہ بن عبید رضی اللہ عنہ شامل ہیں۔

ان سے قراءت کے رواۃ حسب ذیل ہیں۔

① یحییٰ بن الحارث رحمہ اللہ
② عبدالرحمن بن عامر رحمہ اللہ
③ ربیعۃ بن یزید رحمہ اللہ
④ جعفر بن ربیعۃ رحمہ اللہ
⑤ إسماعيل بن عبيد الله بن أبي المهاجر رحمہ اللہ
⑥ سعيد بن عبد العزيز رحمہ اللہ
⑦ خلاء بن یزید بن صبیح المری رحمہ اللہ
⑧ یزید بن ابی مالک رحمہ اللہ

دمشق میں ۱۱۸ھ کو وفات پائی۔

حالات

التاريخ الصغير: ۱۰۰، الجرح والتعديل: ۱۲۲/۵، تهذيب الكمال: ۶۹۷، ميزان الاعتدال: ۴۲۳/۲، خلاصة تهذيب الكمال: ۲۰۲، سير أعلام النبلاء: ۱۹۲/۵

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

④ اَبوعمرو زبان بن العلاء بن عمار الخزاعی التمیمی المعدی العدنانی رحمہ اللہ المتوفی ۱۵۴ھ

ابن الجزری رحمہ اللہ نے اس کو الامام السید لکھا ہے اور اس کا نسب مالک بن عمرو بن تمیم کے واسطہ سے مضر بن معد بن عدنان تک پہنچتا ہے۔ آپ ۶۸ھ کو پیدا ہوئے اور حرمین میں قراءت حاصل کی پھر کوفہ اور بصرہ پہنچ کر قراء کی ایک جماعت سے قرآن پڑھا اس لیے قراء سبعہ میں ان کے شیوخ سب سے زیادہ ہیں پہلے حرمین میں مجاہد بن جبیر رحمہ اللہ اور سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے قراءت حاصل کی جو کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے تلمیذ ہیں اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔ [طبقات القراء: ۱/۲۸۸، ۲۹۲]

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سماع حاصل ہے۔ اور مندرجہ ذیل سے قراءت اَخذ کی:

① الحسن بن أبي الحسن البصري رحمہ اللہ
② حميد بن قيس الأعرج رحمہ اللہ
③ أبو العاليه رفيع بن مهران الرياحي رحمہ اللہ
④ سعيد بن جبير رحمہ اللہ
⑤ شيبه بن نصاح رحمہ اللہ
⑥ عاصم بن أبي النجود رحمہ اللہ
⑦ عبدالله بن أبي إسحاق المخضرمي رحمہ اللہ
⑧ عبدالله بن كثير المكي رحمہ اللہ

وكان أعلم الناس بالقرآن والعربية مع الثقة والصدق

''قرآن کریم اور عربی زبان کو لوگوں سے سب سے زیادہ جاننے والے تھے۔ قابل وثوق اور صاحب صدق وزہد تھے۔''

- ابوعبیدہ رحمہ اللہ کا قول ہے:

"كانت دفاتر أبي عمرو ملء بيت الى السقف"

''ابوعمرو رحمہ اللہ کے رجسٹر اتنے تھے کہ گھر چھت تک بھرا ہوا تھا۔''

- وہب بن جریر رحمہ اللہ کا قول ہے کہ شعبہ رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

"تمسك بقراءة أبي عمرو فإنها ستصير للناس إسنادا."

''ابوعمرو رحمہ اللہ کی قراءت حاصل کیجیے کیونکہ وہ لوگوں کے لیے سند کی حیثیت رکھتی ہے۔''

چنانچہ شعبہ کا یہ قول صحیح ثابت ہوا اور اب شام وحجاز اور مصر ویمن میں ابوعمرو رحمہ اللہ کی قراءت ہی مشہور ہے شام میں ۵۰۰ھ تک ابن عامر رحمہ اللہ کی قراءت مقبول رہی لیکن اس کے بعد اہل شام نے بھی ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ کی قراءۃ اختیار کر لی۔ پس یہ بات شعبہ کی کرامت شمار ہوتی ہے۔

ابوعمرو رحمہ اللہ مکہ میں پیدا ہوئے، بصرہ میں تربیت پائی اور کوفہ میں فوت ہوئے ان کی وفات ۱۵۵ھ یا ۱۵۷ھ میں ہے۔

ترجمہ

التاريخ الكبير والكنى: ۹/۵۵، وفيات: ۳/۳۶۶، تهذيب الكمال: ۱۶۲۶، تاريخ إسلام: ۶/۳۲۲، تهذيب: ۴/۲۲۵

⑤ یعقوب بن اسحاق بن زید الحضرمی ۲۰۵ھ

یہ بھی بصرہ کے قاری ہیں اور سلام بن سلیمان الطّویل سے روایت کرتے ہیں جو کہ ابوعمرو رحمہ اللہ اور عاصم رحمہ اللہ سے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روایت کرتے ہیں۔

موصوف نے حسب ذیل قراء سے عرضاً قراءات اَخذ کی:

① سلام بن سليمان الطويل أبو المنذر المزني الكوفي

② مهدي بن ميمون أبويحيى البصري ③ سلمة بن محارب

④ أبو الأشهب العطاردي جعفر بن حيان البصري

⑤ شهاب بن شرنفة الجاشعي البصري ⑥ عصمة بن عروة فقيمي البصري

⑦ روى عنه الحروف يعقوب بن إسحاق ⑧ يونس بن عبيد أبو عبدالله البصري

◉ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

قراء فقہاء اور صلحاء میں سے کوئی بھی اس کی قراءۃ کا اِنکار نہیں کرتا تھا۔[غاية النهاية: ۱/۵۱۲]

ان کے شیوخ میں مسلمہ بن محارب رحمہ اللہ ،ابوالاسود الدؤلی رحمہ اللہ کے واسطہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں۔

ابن الجزری رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ مجھے ابو الاشہاب عن ابی الرجاء عن ابی موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ روایت حاصل ہے جو نہایت ہی عالی ہے۔[غاية النهاية:۲/]

اور یعقوب حضرمی رحمہ اللہ سے بہت سے اَئمہ نے روایت کی ہے۔

◉ ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”هو أعلم من رأيت بالحروف والاختلاف في القرآن وعلله ومذاهب ومذاهبه النحو،

”وأروى الناس بحروف القرآن ولحديث الفقهاء.“ [معرفة القراء الكبار:۱/۱۵۸]

’’جن کو میں نے دیکھا ہے ان میں سب سے زیادہ قراءات وقراءات کی تشریح اور اس کے مختلف طرق نیز قواعد نحو کے مختلف اصولوں کو بیان کرنے والے تھے اور قرآن کی قراءات اور فقہاء کے اَقوال کو نقل کرنے والے تھے۔‘‘

◉ سعیدی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”كان يعقوب أقرأ أهل زمانه وكان لا يلحن في كلامه وكان أبوحاتم السجستانى من بعض تلاميذه.“ [معرفة القراء الكبار:۱/۱۵۸]

’’یعقوب اپنے زمانہ میں بڑے قاری تھے جو اپنی گفتگو میں غلطی نہ کرتے تھے سجستانی ان کے شاگردوں سے تھے۔‘‘

◉ مزید لکھتے ہیں:

”كان يعقوب من أعلم زمانه بالقرآن والنحو وغيره وكذا أبوه جنده.“

’’یعقوب اپنے زمانہ میں قرآن اور نحو کے سب سے بڑے عالم تھے اسی طرح اس کے آباؤ اَجداد بھی عالم تھے۔‘‘

جن علماء نے یعقوب کی قراءۃ کو شواذ میں شمار کیا ہے ان میں ابوعمرو الدانی رحمہ اللہ پہلا شخص ہے۔اور ائمہ متقدمین نے اس کی مخالفت کی ہے۔

الغرض موصوف قرآن،عربیت کے بہت بڑے عالم تھے۔

◉ ابوحاتم السجستانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’یہ ایک ایسے گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں جو علوم قرآن عربی زبان بے شمار روایات اور قراءات اور فقہ کو جاننے والے

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے اور بہت بڑے قاری نیز قرآن کریم کی قراءات اور فقہاء کی باتوں کو نقل کرنے والے تھے۔''
امام بخاری رحمہ اللہ کے مطابق بعمر ۸۸ سال ۲۵۰ھ میں فوت ہوئے ان کے والد اور جد امجد بھی اسی عمر میں فوت ہوئے۔

ترجمہ

بغية الوعاة: ۳۴۸/۳، شذرات: ۱۴/۲، طبقات القراء للجزري: ۳۸۶/۲، تهذيب التهذيب: ۳۸۲/۱۱، معرفة القراء الكبار: ۱۳۰/۱، التاريخ الصغير: ۲۱۹، معجم الأدباء: ۵۲/۲، طبقات ابن سعد: ۳۰۴/۷، التاريخ الكبير: ۳۹۹/۸

⑥ حمزه بن حبيب الزيات مولىٰ عكرمة بن ربيع التيمى رحمہ اللہ المتوفى ۱۸۸ھ

سلسلہ اَسناد یہ ہے:

”قرأ على سليمان بن مهران على يحيىٰ بن وثاب على زر بن حبيش على عثمان وعلى وابن مسعود.“

''حمزہ حبیب الزیات رحمہ اللہ نے سلیمان بن مہران رحمہ اللہ انہوں نے یحییٰ بن وثاب رضی اللہ عنہ انہوں زر بن حبیش رضی اللہ عنہ انہوں نے عثمان رضی اللہ عنہ وعلی رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے تلاوت کی۔''

◉ ابن الجزری رضی اللہ عنہ ان کے متعلق یوں لکھتے ہیں:

”هو حمزة بن حبيب بن عمارة بن إسماعيل، الإمام الحبر أبوعمارة الكوفي التيمي مولاهم الزيات أحد القراء السبعة.“

۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ عمر کے اعتبار سے بعض صحابہ کے زمانہ کو پایا ہے ممکن ہے بعض کی روایت بھی کی ہو۔ حسب ذیل سے قراءۃ اَخذ کی:

① سليمان الأعمش رحمہ اللہ
② جعفر بن محمد الصادق رحمہ اللہ
③ عمران بن الحسين رحمہ اللہ
④ أبو أسحاق السبيعي رحمہ اللہ
⑤ محمد بن عبدالرحمن بن أبي ليلى
⑥ علقمه بن مصرف رحمہ اللہ
⑦ مغيره بن مقسم رحمہ اللہ
⑧ منصور بن زاذان رحمہ اللہ
⑨ ليث بن أبي سليم رحمہ اللہ

◉ علی بن مدینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

بعض نے لکھا ہے کہ اعمش رحمہ اللہ پر پورا قرآن نہیں پڑھا بلکہ کچھ حروف کی قراءت کی اور یہ بھی قول ہے کہ حمزہ رحمہ اللہ نے قرآن تو حمران سے شروع کیا اور پھر اعمش ابی اسحاق اور ابن ابی لیلیٰ پر پیش کیا ان میں سے اعمش، ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حروف کو ادا کرتا اور ابن ابی لیلیٰ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے حرف کا ماہر تھا اور ابو اسحاق دونوں کے حروف ادا کرتا اور حمران کے متعلق مشہور ہے۔

”كان يقرأ قراءة ابن مسعود ولا يخالف مصحف عثمان يعتبر حروف معاني عبدالله ولا يخرج من مصحف عثمان وهذا كان اختيار حمزة قرأ عليه.“

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حمزہ رحمہ اللہ سے بہت سے آئمہ قراء نے قراءت حاصل کی اور روایت کی ہے ابن الجزری رحمہ اللہ نے بالاستیعاب ان کے تلامذہ کے نام ابجدی ترتیب سے لکھے ہیں اور لکھا ہے۔

ان اَصحاب میں سلیم بن عیسیٰ اَضبط رحمہ اللہ تھے اور سب سے جلیل القدر علی بن حجر الکسائي رحمہ اللہ تھے اور نعیم بن یحییٰ السعیدي رحمہ اللہ اور یحییٰ بن زیاد الفراء رحمہ اللہ بھی ان کے اَصحاب میں داخل ہیں۔

الغرض حمزہ بن حبیب الزیات عاصم رحمہ اللہ اور اَعمش رحمہ اللہ کے بعد کوفہ میں قراء کے امام بن گئے۔ امام حجت ثقہ اور اثبت تھے۔''

''کان قیما بکتاب اللہ بصیرا بالفرائض عارفا بالعربیة حافظا للحدیث فإننا نجده عدیم النظر .''

- امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول ہے:

''حمزہ رحمہ اللہ دو چیزوں میں ہم پر سبقت لے گئے جن کو ہم بلانزاع تسلیم کرتے ہیں۔قراءت القرآن وعلم الفرائض۔''

- اَعمش رحمہ اللہ جب حمزہ رحمہ اللہ کو قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھتے تو کہتے:

''ھذا حبر القرآن .''

بعض نے امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے حمزہ رحمہ اللہ کی قراءت کی قراہت نقل کی ہے۔تو یہ کراہت صرف اس قراءت کے بارے میں ہے جو امام احمد رحمہ اللہ نے دوسروں سے سنی ہے۔

- چنانچہ ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''وأما ما ذکر عن عبداللہ بن إدریس وأحمد بن حنبل من کراھة قراءة حمزة فإن ذلك محمول علی قراءة من سمعا منه ناقلا حمزة وما آفته الأخبار إلا رواتها .''

حمزہ رحمہ اللہ سنہ ۱۵۶ھ یا ۱۵۷ھ میں فوت ہوئے ان کی قبر حلوان میں معروف ہے۔

وقال الثوري: ما قرأ حمزة حرفا من کتاب اللہ إلا بأثر وقال الذھبی: قد انعقد الإجماع بآخرة علی تلقي قراءة حمزة بالقبول والإنکار علی من تکلم فیھا فقد کان من بعض السلف في الصدر الأول فیھا مقال۔ واللہ أعلم .

ترجمہ:

ابن الجزري: ۲۶۱/۱،۲۶۳، شذرات: ۲۴۰/۱، تھذیب التھذیب: ۲۷/۳، وفیات الأعیان: ۲۱۶/۲، میزان الاعتدال: ۲۸۴/۱

⑦ عاصم بن ابی النجود الاسدی رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۷ھ

اسنادہ: قرأ علی زر بن حبیش علی عبداللہ بن مسعود وأبي عبدالرحمن السلمي وھو معدود في صغار التابعین .

- ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ھو عاصم بن بھدله أبي النجود ، أبوبکر الأسدي مولاھم الکوفي الحناط ، شیخ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الأقراء بالكوفة وأحد القراء السبعة .“

یہ قراءۃ کے مسلم امام ہیں ابو عبدالرحمٰن السلمی کے بعد رئاسة الأقراء ان تک منتہی ہوتی ہے۔فصاحت وبلاغت اور تحریر وتقریر کے جامع تھے اور بہترین آواز کے ساتھ قرآن پڑھتے۔

◉ أبو إسحاق السبیعي فرماتے ہیں:

”ما رأیت أحدا أقرأ للقرآن من عاصم بن أبي النجود .“

نہایت فصیح وبلیغ تھے جب کلام کرتے تو بڑے باوقار لہجہ میں کلام کرتے تابعین میں شمار ہوتے ہیں أبو رمثة رفاعة تمیمي اور حارث بن حسان بکری سے روایت کی ہے اور یہ دونوں صحابی ہیں ابو رمنہ کی روایت مسند احمد بن حنبل میں ہے اور حارث کی روایت ابو عبید قاسم بن سلام کی کتاب میں ہے۔

◉ نعیم بن حماد عن سفیان عن عاصم نقل کرتے ہیں کہ عاصم رحمہ اللہ نے کہا:

”قرأت علی أنس بن مالك ﴿ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا ﴾ فقال: أن لا یطوفا بهما .“

پھر میں نے کئی بار اس کلمہ کو لوٹایا مگر اس نے وہی جواب دیا عاصم نے عرضاً بہت سے قراء سے قراءت حاصل کی جن میں سے بعض کے نام یہ ہیں:

1. زر بن حبیش رضی اللہ عنہ
2. أبو عبدالرحمن السلمي رضی اللہ عنہ
3. أبو عمرو الشیباني رضی اللہ عنہ

بعض کا بیان ہے کہ عاصم رحمہ اللہ نے مجھ سے کہا:

”ما کان من القراءة التي أقرأتك فهي القراءة التي قرأت بها علی أبي عبدالرحمن السلمي وما کان من القراءة التي بها أبابکر بن عیاش فهي القراءة التي کنت أعرضها علی زر بن حبیش عن ابن مسعود = .“

◉ اِمام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”اصل قراءۃ تو اہل مدینہ کی ہے اور اس کے نہ ملنے کی صورت میں عاصم کی قراءۃ پسند کرتا ہوں۔“

عاصم 'آلم' وغیرہ حروف مقطعات کو آیت شمار نہ کرتا اس کے برعکس کوفی اس کو آیت شمار کرتے ہیں۔۱۲۷ھ یا ۱۲۸ھ کو فوت ہوا اور سماوۃ میں مدفون ہے۔

⑧ علی بن حمزہ الکسائی رحمہ اللہ المتوفی ۱۸۹ھ

ابن مجاہد رحمہ اللہ نے یعقوب الحضرمی رحمہ اللہ کی بجائے ساتواں قاری علی بن حمزہ الکسائی رحمہ اللہ کو شمار کیا ہے جو کوفی ہیں جبکہ یعقوب بصری رحمہ اللہ ہیں۔ابن مجاہد رحمہ اللہ نے بصرہ کے ایک ہی قاری پر اکتفاء کیا ہے جبکہ کوفہ کے تین قراء کو شامل کیا ہے یعنی حمزہ رحمہ اللہ، عاصم رحمہ اللہ اور الکسائی رحمہ اللہ اور پھر ان قراء میں خالص عربی صرف دو قاری ہیں ابن عامر رحمہ اللہ اور ابو عمرو رحمہ اللہ باقی عجمی اور موالی ہیں کما أشرنا إلیه فیما مضی۔

ان قراءِ سبعہ کی قراءات کو بہت شہرت حاصل ہوئی حتیٰ کہ بعض نے ازراہ جہالت یہ باور کرلیا کہ حدیث ”أنزل القرآن علی سبعة أحرف“ سے یہی سات قراءات مراد ہیں۔پھر شہرت تو قراءاتِ عشرہ اور اَربعہ عشرہ کو بھی

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہے لہٰذا مذکورہ قراء کے ساتھ خلف بن ہشام اور یزید بن قعقاع کو ضم کر دیا جائے تو یہ کل دس بن جاتے ہیں۔

پھر ان دس کے ساتھ حسن بصري، محمد بن عبدالرحمن، یحییٰ بن مبارك الیزیدي اور أبوالفرج محمد بن أحمد الشنبوذي کو بھی ملا لیا جائے تو یہ کل ۱۴ قراء بن جاتے ہیں۔سات قراء کا تعارف تو ہم بیان کر چکے ہیں بقیہ سات قراء کے تراجم اور اَسانید پیش خدمت ہیں۔

❶ علی بن حمزہ الکسائی

ان کا پورا نام ونسب یہ ہے: علی بن حمزہ بن عبداللہ بن بہمن بن فیروز الاسدی مولاہم ابوالحسن الکسائی

◉ أبوبکر السجستاني رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''کوفہ میں ریاست اقراء ان پر ختم ہے حمزہ کے بعد یہ رئیس الاقراء شمار کیے جاتے ہیں۔انہوں نے حمزہ الزیات پر چار مرتبہ قرآن پیش کیا اور اسی پر وہ اعتماد کرتے ہیں اس کے علاوہ محمد بن ابی لیلیٰ،عیسیٰ بن عمر الھمذانی سے عرضا قراءت حاصل کی اور ابوبکر بن عیاش سے حروف روایت کیے اسماعیل اور یعقوب کے واسطہ سے عرضا قراءت حاصل کی اور ابوبکر بن عیاش سے حروف روایت کیے اسماعیل اور یعقوب کے واسطہ سے نافع سے قراءت اخذ کی لیکن بلاواسطہ نافع سے قراءت ثابت نہیں ہے۔علاوہ اَزیں چند اَصحاب سے استفادہ کیا ہے۔بصرہ میں خلیل سے لغت حاصل کی۔''

تلامذہ

إبراهیم بن زاذان، إبراهیم العریش، أحمد بن جبیر اور دیگر بہت سے علماء نے ان سے اِستفادہ کیا۔

◉ أبوعمرو الداني رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

'' عبداللہ جب دمشق میں آئے تو انہوں نے الکسائي سے حروف کا سماع کیا اور النقاش کا بیان ہے کہ ابن ذکوان الکسائي رحمہ اللہ کے پاس چار ماہ ٹھہرے رہے اور متعدد بار ان پر قرآن پیش کیا لیکن نقاش کا یہ بیان صحیح نہیں ہے۔''

ان کے علاوہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے بھی الکسائي سے روایت کی ہے۔

◉ امام شافعی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"من أراد أن یتبحر في النحو فهو عیال علی الکسائي."

◉ ابوعبید کتاب القراء ات میں لکھتے ہیں:

"کان الکسائي یتخیر القراءات فأخذ من قراءة حمزه ببعض وترك بعضا کان من أهل القراءة وهي کانت علمه وصناعته."

دراصل یہ علم النحو کے ماہر، غریب القرآن کے اُستاذ اور قرآن پر یکتا تھے موصوف ہمیشہ الکساء اوڑھتے اس لیے الکسائی کے لقب سے مشہور ہوگئے۔ یہ بہت سی کتابوں کے مصنف ہیں۔غریب القرآن میں معانی القرآن اور نحو میں کتب النوادر الثلاثة معروف ہیں۔ ۱۸۹ھ میں فوت ہوئے اور عجیب اتفاق ہے کہ کسائی اور امام محمد بن الحسن دونوں ہارون الرشید کے ساتھ سفر میں ایک ساتھ فوت ہوئے۔

❷ خلف بن ہشام المتوفی ۲۲۹ھ

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ھو أبو محمد الأسدی البغدادی أحد الرواۃ عن سلیم عن حمزۃ المولود ۱۵۰ھ والمتوفی ۲۲۹ھ.“ [غایۃ النہایۃ: ۱/۲۷۲]

دس سال کی عمر میں قرآن حفظ کرلیا اور تیرہ سال کی عمر میں طلب علم شروع کی نہایت ثقہ، زاہد، عابد اور عالم تھے حمدان بن هاني المقري نے کہا کہ میں نے ان سے سنا کہ نحو کا ایک باب مجھ پر مشکل ہوگیا چنانچہ میں نے ۸۰ ہزار درہم خرچ کئے حتیٰ کہ حفظ کرلیا۔

کوفہ میں سلیم کے پاس آیا انہوں نے ابوبکر بن عیاش کے پاس بھیج دیا لیکن بعض وجوہ کی بناء پر اس پر قراءۃ نہ کر سکا چنانچہ میں نے عاصم کی قراءت یحیٰی بن آدم سے ضبط کرلی۔

سلسلہ اَسناد

امام مسلم رحمہ اللہ نے الصحیح میں اور ابوداؤد نے سنن میں ان سے روایت کی ہے:

عن سلیم عن عیسیٰ وعبدالرحمن بن أبي حماد عن حمزہ یعقوب بن خلیفۃ الأعشی وأبي زید سعید بن أوس عن المفضل الضبي.

علاوہ ازیں إسحاق المسیبي، إسماعیل بن جعفر، عبدالوھاب بن عطاء اور یحییٰ بن آدم سے کچھ حروف روایت کیے۔ وسمع من الکسائي الحروف ولم یقرأ علیہ القرآن مشہور یہی ہے کہ أبوعلی الأھوازي کی روایت کے مطابق الکسائي پر بھی قراءت کی ہے۔

الکسائي سے أعمش عن زائدۃ بن قدامۃ نے روایت کی ہے اور اس سے احمد بن ابراہیم الوراق نے سماعاً وعرضاً روایت کی ہے جو اس کا وراق بھی تھا۔

◉ ابن اَشتہ لکھتے ہیں:

”کان خلف یأخذ بمذھب حمزۃ إلا أنہ خالفہ في مائۃ وعشرین أو مائتي حرف.“

۲۲۹ھ کو بغداد میں فوت ہوئے، جبکہ جھمیہ کے خوف سے روپوش تھے۔

◉ علامہ ذہبی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”ولہ اختیار في الحروف صحیح ثابت لیس بشاذ أصلا ولا یکاد یخرج فیہ عن القراءات السبع، وأخذ منہ خلق لا یحصون.“

یحیٰی بن معین رحمہ اللہ نے اس کو ثقہ لکھا ہے اور دارقطنی نے عابد اور فاضل کہا ہے امام، حماد بن زید، ابوعوانہ شریک القاضی، ابوالاحوص اور دیگر ائمہ سے سماع حدیث کی اور احمد بن یزید الحلوانی، سلمہ بن عاصم اور عمر بن جھم اسمری نے ان سے عرضاً قراءت کی۔

ترجمہ

طبقات ابن سعد: ۷/۳۴۸، تاریخ بغداد: ۸/۳۲۲، معرفۃ القراء الکبار: ۱/۱۷۱، العبر: ۱/۴۰۴، غایۃ النہایۃ: ۱/۲۸۲، تہذیب التہذیب: ۳/۱۵۶، شذرات: ۲/۶۸، التاریخ الکبیر: ۳/۱۹۶، الجرح

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والتعدیل: ۳/۳۷۲

۳ یزید بن القعقاع ابوجعفر رحمہ اللہ المتوفی ۱۲۷ھ

هو يزيد بن القعقاع الإمام أبوجعفر المخزومي المدني القاري، أحد القراء العشرة في حروف القراءات، تابعي مشهور كبير القدر.

بعض نے لکھا ہے کہ ان کا نام جندب بن فیروز ہے انہوں نے اپنے مولیٰ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ المخزومی پر قرآن پیش کیا نیز عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اور ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے قراء ۃ کی جو کہ اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کے شاگرد تھے اوران دونوں سے روایت بھی کی ہے،بعض نے لکھا ہے کہ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ پر بھی قرآن پڑھا لیکن علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔لم يصح ذلك ولم يدركه.

ابن الجزري نے وروينا عنه کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بچپن میں حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس آیا فمسحت رأسه ودعت له بالبركة

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کیساتھ نماز پڑھی اور واقعہ حرہ سے قبل لوگوں کو قرآن کی تعلیم دیتے رہے۔

نافع بن أبی نعيم، سليمان بن مسلم بن جماز، عیسیٰ بن وردان، أبوعمرو عبدالرحمن ابن زيد بن أسلم وغیرہ نے اس پر قراء ۃ کی۔

- یحییٰ بن معین فرماتے ہیں:

”كان إمام أهل المدينة في القراءة فسمي القاري بذلك، وكان ثقة قليل الحديث.“

ابن ابی حاتم نے صالح الحدیث کہا ہے اوراپنے دور میں عبدالرحمٰن بن ہرمز الاعرج پر مقدم سمجھے جاتے تھے۔

ذہبی رحمہ اللہ کا قول ہے:

”ابوجعفر رحمہ اللہ کی قراء ۃ کا مدار احمد یزید الحلوانی پر ہے یعنی أحمد بن يزيد عن قالون عن عیسیٰ بن وردان عن أبي جعفر“

- ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

أستاذ أبو عبدالله القصاع نے اپنی کتاب ’المغني‘ میں ابوجعفر کی قراءت کو نافع کی روایت سے بالاسناد بیان کیا ہے، لہٰذا ان کی قراءت پر طعن اوراس کو شاذ کہنے کی کوئی وجہ نہیں ہے بلکہ سبعہ کے معیار پر ہے۔

- چنانچہ ابن الجزري المحدث رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

”والعجب ممن يطعن في هذه القراءة ويجعلها من الشواذ وهي لم يكن بينها وبين غيرها من السبع فرق كما بيناه في كتابنا النجد.“

ترجمہ

طبقات ابن سعد: ۶/۳۵۲، تاریخ خلیفه: ۴۰۵، التاریخ الکبیر: ۸/۳۵۳، الجرح والتعدیل: ۷/۲۸۴، تهذیب الکمال:۱۵۹۳، وفیات:۶/۲۷۴، طبقات القراء:۲/۳۸۲، تهذیب التهذیب:۱۲/۵۸

۴ الحسن البصری رحمہ اللہ الامام المشہور المتوفی ۱۱۰ھ

هو أبو سعيد الحسن بن أبي الحسن يسار البصري مولى أنس بن مالك من كبار

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

التابعين .
علم وعمل میں اپنے زمانے کے امام ہوگزرے ہیں قراءت میں ان کی اَسانید معروف ہیں۔
① أعطان بن عبدالله الرقاشي عن أبی موسیٰ الاشعري رضی اللہ عنہ
② أبي العالية عن أبي وزيد بن ثابت وعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ

تلامذہ

① أبو عمر بن العلاء رحمہ اللہ
② سلام بن سليمان الطويل رحمہ اللہ
③ يونس بن عبيد رحمہ اللہ
④ عاصم الجحدري البصري رحمہ اللہ

إسناد الأهوزي

عن شجاع البلخى قرء على عيسىٰ بن عمر النحوى وهو على الحسن ابن الجزری لکھتے ہیں:

''شجاع کا عیسیٰ سے سماع ثابت ہے اور عیسیٰ کا حسن سے لیکن یہ معلوم نہیں کہ انہوں نے قرآن بھی ایک دوسرے پر پیش کیا ہے یا نہیں عین ممکن ہے کہ روایتاً سماع ہو عرضاً روایت نہ ہو۔''

◉ امام شافعی رحمہ اللہ حسن بصری رحمہ اللہ کی فصاحت وبلاغت کی تعریف لکھتے ہیں:

''میں کہہ سکتا ہوں کہ قرآن حسن بصری کی زبان پر نازل ہوا ہے۔''

ترجمہ

طبقات القراء: ۲۳۵/۱، طبقات ابن سعد: ۱۵۶/۷، تاریخ البخاري: ۲۸۹/۲، أخبار القضاة: ۳/۲، طبقات القراء للشیرازي: ۸۷

⑤ محمد بن عبدالرحمٰن المعروف بابن المحیصن رحمہ اللہ المتوفی ۱۳۳ھ

هو محمد بن عبدالرحمن بن محيصن السهمي مولاهم المكي مقرئ أهل مكة مع ابن كثير ثقة روى له مسلم .

مجاہد بن جبر، درباس مولیٰ بن عباس اور سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ پر قرآن پیش کیا۔ شبلی بن عباد رحمہ اللہ، ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ ان کے تلامذہ میں سے ہیں۔ اسماعیل بن مسلم المکی رحمہ اللہ، عیسیٰ بن عمر البصری رحمہ اللہ نے اس سے کچھ حروف حاصل کیے۔

◉ ابن مجاہد رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"كان لم تجرد القراءة وقام بها في عصر ابن كثير ."

◉ ابن الجزری رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"ولولا ما فيها من مخالفته المصحف لا لحقت بالقراءات المشهورة ."

ابن محیصن قریشی اور نحوی تھے۔ انہوں نے ابن مجاہد پر قرآن کی قراءت کی ابوعبید کتاب القراءات میں لکھتے ہیں:

''مکہ میں تین قاری تھے عبداللہ بن کثیر رحمہ اللہ، حمید بن قیس رحمہ اللہ اور محمد محیصن رحمہ اللہ ان میں سے ابن محیصن عربیت میں سب پر فائق تھے۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ مذاہب عربیہ کے مطابق قراءات اختیار کرتے اس لیے اہل بلد کے اجماع سے تجاوز کر گئے چنانچہ لوگوں نے ان کی قراءت سے بے رغبتی کی اور ابن کثیر رحمہ اللہ کی قراءت پر اجماع کر لیا۔۱۲۳ھ کو مکہ میں فوت ہوئے۔

ترجمہ

غاية النهاية: (۱/۱۶۷)

❻ ابوالفرج محمد بن احمد الشنبوذی رحمہ اللہ المتوفی ۳۸۸ھ

یہ اَصل میں بغدادی ہیں پھر مصر میں سکونت اختیار کر لی ابوطاہر بن ابو ہاشم سے قراءت حاصل کی اور اس کی کتابوں کا سماع کیا اور حسب ذیل سے روایت کی۔

① أبو بكر أحمد بن سلمه أختلی ② وعسلج بن أحمد بن دعلج السجستاني

③ أبو محمد عبيد الله محمد بن علي المروزي المعروف بابن الجرادي

علاوہ اَزیں معانی الزجاج کا علی بن حسن الجصاص سے سماع کیا۔۳۹۵ھ کو شام میں فوت ہوئے۔

ترجمہ

غاية النهاية: (۲/۶۰)

❼ یحییٰ بن المبارک بن المغیرۃ العدوی الامام ابومحمد الیزیدی المقری المعروف بالیزیدی

یہ اصل میں بصری ہیں بغداد میں سکونت اختیار کی ان کا شمار قراء فصحاء میں ہوتا ہے جو عربی اَدب اور نحو کے عالم تھے اور قراءۃ میں ابوعمرو بن العلاء رحمہ اللہ کے خلف بنے۔بعض تالیفات بھی یادگار چھوڑیں ۲۰۲ھ میں فوت ہوئے۔حمزہ کے سامنے کھڑے ہو کر ایک ہی مجلس میں قرآن ختم کیا ابن مجاہد رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ ہم الیزیدی کی اسی لیے قدر کرتے ہیں حالانکہ ابوعمرو رحمہ اللہ کے اصحاب میں ان سے جلیل القدر لوگ موجود ہیں، کیونکہ وہ سب سے زیادہ اَضبط تھے یزید بن منصور الحمیدی رحمہ اللہ کے مصاحب رہنے کی وجہ سے یزیدی مشہور ہو گئے۔

ترجمہ

تاريخ بغداد: ۱۴/۱۴۶، معجم الأدباء: ۲۰/۳۰، وفيات: ۶/۱۸۳، العبر: ۱/۳۸، طبقات القراء: ۲/۳۷۵، النجوم الزاهرة: ۲/۱۷۳، شذرات: ۲/۴

موسوعہ قراءات

مستقبل میں ادارۂ رشد قراءات نمبر کے چاروں حصوں (تین قراءات نمبر اور ایک ان کا اشاریہ نمبر) پر مشتمل موسوعہ قراءات شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔اس کے شائع ہوتے ہی قارئین کو ان شاء اللہ مطلع کر دیا جائے گا۔قارئین نوٹ فرما لیں۔ [ادارہ]

محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پرمشتمل مفت آن لائن مکتبہ